نمبر ۶۰ | مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۳۰ شعبان سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ
کی
تشریف آوری

۲۷ جنوری دوپہر کی گاڑی سے حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ تشریف لائے۔ سٹیشن پر بہت بڑا مجمع ان کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود رونق افروز تھے۔ چونکہ حضور ۲۶ کی رات کو باہر سے تشریف لائے تھے۔ اور خدام حضور کی ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے تھے۔ اس لئے حضور کے سٹیشن پر تشریف لانے کے وقت مجمع نے مصافحہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر حضور نے تمام مجمع کی لائنوں میں خود پھر کر ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ حتےٰ کہ سکول کے چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی حضور نے ہاتھ ملایا؛

جس وقت گاڑی سٹیشن پر پہونچی۔ تو اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا گیا۔ اور حکیم صاحب کے اترنے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دیر تک معانقہ فرمایا۔ اور پھولوں کا ہار جو حضور کے گلے میں تھا۔ اتار کر حکیم صاحب کو پہنا دیا۔ بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر نے حضرت اقدس اور حکیم صاحب کو ہار پہنائے۔ حکیم صاحب احباب سے مصافحہ کرنے کے بعد سٹیشن سے روانہ ہوئے؛

حکیم صاحب جنوری سنہ ۱۹۲۲ء میں تبلیغ اسلام کی خاطر افریقہ روانہ ہوئے تھے۔ وہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں جو کامیابی عطا فرمائی۔ اس کے تذکرے احباب الفضل میں ملاحظہ فرماتے رہے ہیں اور اب آٹھ سال کے بعد بفضلِ خدا بخیر و عافیت واپس آئے ہیں ہم اس کامیاب واپسی پر مبارکباد کہتے ہیں؛

۲۸ جنوری کی صبح کو طلباء مدرسہ احمدیہ نے حکیم صاحب کے اعزاز میں دعوتِ چار دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں حکیم صاحب نے مختصر سی تقریر کی۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک مفصل تقریر فرمائی۔ جس میں حکیم صاحب کی خدمات اسلام اور ان کے طریق عمل پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے دینی کام کرنے والوں کے متعلق ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ اسی سلسلہ میں بیرونی ممالک میں تبلیغ احمدیت کی ضرورت اور اہمیت نہایت زوردار الفاظ میں بیان فرمائی۔ اور جماعت احمدیہ کی زندگی کے لئے اسے ضروری قرار دیا۔ حضور کی مفصل تقریر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شائع کی جائے گی؛

۲۸ جنوری حکیم صاحب کی آمد کی خوشی میں دفاتر اور سکولوں میں چھٹی کی گئی؛

آمین

عباس علی خان پسر و طاہرہ بیگم و زکیہ بیگم دختران خان عبداللہ خان صاحب داماد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرآن کریم ختم کرنے پر بزبان میاں عبداللہ خان صاحب جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے حسب ذیل اشعار رقم فرمائے۔

قرآن پڑھ لیا سب عباس و طاہرا نے
چھوٹی ہے گو زکیہ ختم اس نے بھی کیا ہے
احمدؑ کی ذریت ہے محروم علم کیوں ہو
یہ چھوٹی عمران کی یہ ذہن کی روانی

کیسا کیا ہے احسان مجھ پر مرے خدا نے
رہنے دیا نہ پیچھے اس کو مگر ذکا نے
بخشا یہ علم قرآن اللہ کی عطا نے
سچ ہے اگر کہوں میں سبحان من یرانی

یارب تیری عطا ہے جو کچھ ہمیں ملا ہے
محتاج غیر کیوں ہوں جب تیرا آسرا ہے
میں اور میرے بچے سب ہوں نثار تجھ پر
یارب یہ لطف تیرا یہ تیری مہربانی

جو کچھ ہمیں دیا ہے۔ تو نے ہی سب دیا ہے
تیرا ہی آستانہ ہم نے پکڑ لیا ہے۔
یہ آرزو ہے میری۔ میری یہی دعا ہے۔
کہلا رہی ہے مجھ سے سبحان من یرانی

بچوں کو میرے مولا دے فہم علم قرآں
ایماں ہو جس سے پختہ دے ایسا نور عرفاں
اخلاق احمدی ہوں اعمال میں نمایاں
الطاف خسروانہ آرام جاودانی

ان پر علوم دینی اور دنیوی ہوں آساں
سیرت میں ان کی داخل ہو تیرا حسن و احساں
ہر حال میں تو ان کا رہبر ہو اور نگہباں
دے ان کو تا کہوں میں سبحان من یرانی

رکھ اپنی عاطفت میں شیطاں سے کر حفاظت
چھوڑے ہمیں اکیلا ہرگز نہ تیری نصرت
یہ جسم و جاں ہماری ہر دم ہوں وقف طاعت
ہم پر رہیں کشادہ ابواب آسمانی

تیرے کرم کا سایہ ہم پر ہو تا قیامت
ہر دم انیس و ہمدم ہو تیرا ظل رحمت
ہم ہوں عبودیت ہو اور ذوق استقامت
ورد زباں رہے یہ سبحان من یرانی

یارب تیری تجلی دنیا پہ پھر عیاں ہو
اسلام کی شریعت دنیا کی پاسباں ہو
نیکی و زہد و تقوےٰ انساں پہ حکمراں ہو
ہو ورد عشق تیرا ہر دم رفیق جانی

نور محمدی سے ہر ذرہ ضو فشاں ہو
الحاد و کفر و عصیاں پا رینہ داستاں ہو
قرباں تجھ پہ دل ہوں تجھ پر نثار جاں ہو
ہر لب پہ ہو یہ جاری سبحان من یرانی

رحمت کی تیری یارب چلنے لگیں ہوائیں
خوش خبریاں فرشتے آ کر ہمیں سنائیں
اخلاص اور وفا سے دل کو تیرے لبھائیں
آئے پسند تجھ کو گوہر کی خوش بیانی

شادی و شادمانی ہم کو گلے لگائیں
تو ہم کو جو بتائے عالم کو ہم بتائیں
حمد و ثنا کرکے تیرے سب اہل کے گیت گائیں
وہ گائے یہ ترانہ سبحان من یرانی

احمدی مبلغ افریقہ کی تبلیغی رپورٹ

میں اس وقت سالٹ پانڈ سے ۱۲۵ میل دور گولڈ کوسٹ کے دارالحکومت اکرا میں مقیم ہوں اس علاقہ میں چھ اخبارات ہیں۔ جن میں سے پانچ اکرا سے شائع ہوتے ہیں۔ تمام کے تمام ہفتہ وار ہیں۔ میں نے کئی ماہ سے مضامین کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں ایک عیسائی نے میرے مضامین کے خلاف لکھا۔ اس کا میں نے مفصل جواب لکھا۔ جو شائع ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں میں نے وہ ایڈریس جو پرنس آف ویلز کو ۱۹۲۲ء میں دیا گیا تھا۔ معہ اس کے جواب کے یہاں کے سب سے مشہور اخبار میں شائع کرا دیا ہے۔ جس کا عمدہ اثر ہوا ہے۔ ایک معزز دوست نے بتایا۔ گرجوں میں میرے خلاف وعظ ہوتے رہتے ہیں۔ تا کہ لوگ اسلامی عقائد سے متاثر نہ ہوں۔

میں نے یہاں کے سب اخبارات کے ایڈیٹروں سے ملاقات کی ہے اور سب نے اسلامی مضامین شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک سب ایڈیٹر ہمارے دلائل سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس نے وعدہ کیا۔ کہ اپنے ایک دوست کے ساتھ (جس نے ہمارے دلائل کے رد میں ایک مضمون لکھا تھا) میرے مکان پر ملاقات کے لئے آئے گا۔

ہمارے سکول میں عربی پڑھانے کے متعلق انسپکٹر آف سکولز نے اعتراض کیا تھا۔ کہ یہ مذہبی مضمون ہے۔ اس کی گرانٹ نہیں ملیگی۔ میں نے اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن سے ملاقات کی۔ اور عرض کیا۔ کہ اگر عربی مذہبی مضمون ہے۔ تو انگریزی۔ فارسی۔ گریک۔ لاطینی اور عبرانی سب مذہبی مضمون ہیں۔ انشاء اللہ اس کی گرانٹ بھی مل جائے گی۔ انسپکٹر کے اعتراض سے تو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ عربی کو ٹائم ٹیبل میں نہیں لایا جا سکتا۔ الحمد للہ یہ خدشہ بہت حد تک دور ہو گیا۔

کل بروز جمعہ یہاں کے مسلمانوں میں ایک لیکچر دیا۔ ان کی پستی اور جہالت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے ان کو اطلاع دی گئی۔ اور بتلایا۔ کہ اب مسلمانوں کی نجات حضرت مسیح موعودؑ کے بغیر ناممکن ہے۔ عیسائی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں۔ مگر تمہارے لئے سوائے سڑکوں کی مرمت کے اور کوئی کام نہیں۔

احباب کی خدمت میں خصوصیت سے عرض ہے۔ کہ میری صحت کمزور ہو گئی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ خدمت دین کی توفیق دے اور حقیقی اسلام کو اس ملک میں پھیلائے۔ کل رات میں سالٹ پانڈ سے آ رہا تھا۔ کہ موٹر الٹ کر چور چور ہو گئی۔ باوجودیکہ میں اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بہت خفیف چوٹیں آئیں۔ دو آدمی خطرناک طور پر مجروح ہوئے۔ بالکل نئی زندگی عطا ہوئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس مزید مہلت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے

خاکسار نذیر احمد۔ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۹ء

تبلیغی عہد کرنے والوں کے نام

گذشتہ سال جن دوستوں نے عہد کیا تھا۔ کہ ہم سال میں ایک احمدی ضرور بنائیں گے پھر انہوں نے اس عہد کو پورا بھی کیا۔ ان کے نام جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنائے تھے۔ عہد پورا کرنے والوں کے چند نام بعد میں معلوم ہوئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

(۱) بابو محمد عالم صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جھنگ گھیانہ (۲) ماسٹر علی محمد صاحب مسلم مدرس اپر مڈل سکول ہجرہ ضلع منٹگمری۔ (۳) سید لال شاہ صاحب میاں پور ضلع شیخوپورہ (۴) مفتی گلزار محمد صاحب۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

انچارج دفتر ڈاک نادیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۰ قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء جلد ۱۷

مجلس مشاورت کی اہمیت

چند اہم اور ضروری باتیں

جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہے۔ مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۰ء کے متعلق ضروری انتظامات ابھی سے شروع ہو گئے ہیں۔ تمام نظارتیں اپنے اپنے متعلقہ فرائض بخوش اسلوبی سرانجام دینے کے لئے سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اور بیرونی جماعتوں کے متعلق بھی اعلان ہو چکا ہے۔ کہ وُہ اپنے نمائندے منتخب کر کے پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جو مجلس مشاورت کے سکرٹری ہیں۔ اطلاع دیں۔ اور اپنی تجاویز اور سوالات نمائندوں کی طرف سے بھجوائیں۔ تاکہ ان پر غور و خوض ہو سکے۔ اور مجلس مشاورت کا ایجنڈا عمدگی کے ساتھ تکمیل پا سکے ؛

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت کی اہمیت کے متعلق کچھ عرض کیا جائے۔ تاکہ احمدیہ جماعتیں اس میں زیادہ سرگرمی اور دلچسپی سے حصہ لے سکیں۔ اور وُہ فوائد مرتب ہو سکیں۔ جو اس سے مدنظر ہیں ؛

احباب کرام جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بارہا اپنی تقریروں میں ارشاد فرما چکے ہیں۔ کہ ہر ایک وُہ شخص جو جماعت احمدیہ میں شامل ہے۔ اسے دین کی خدمت سلسلۂ احمدیہ کے وقار کے قیام۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی اشاعت کے متعلق یہی سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کی ساری ذمہ واری اسی پر عائد ہوتی ہے۔ اور اس کا فرض ہے۔ کہ سلسلہ کے ہر کام کی اس طرح نگہداشت کرے۔ کہ گویا وُہ تنہا سب کاموں کا ذمہ وار ہے ؛

جب جماعت کے ہر فرد پر اتنی بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ تو ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے جو پروگرام اور طریق کار تجویز ہو۔ اور جس پر عمل پیرا ہونا ہر احمدی کے لئے فرض ہو۔ اس کی تیاری میں بھی ساری کی ساری جماعت کی رائے کو دخل ہو۔ اور سب کو اس میں مشورہ دینے کا موقعہ دیا جائے۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اور امرھم شوریٰ بینھم کے الٰہی ارشاد کی تعمیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سال میں کم از کم ایک دفعہ عام مجلس شوریٰ کا انعقاد ضروری قرار دے دیا ہے۔ اور چونکہ یہ ممکن نہیں۔ کہ تمام کے تمام احمدی ایک وقت مقررہ پر ایک جگہ جمع ہو کر اہم امور کے متعلق مشورہ دے سکیں اس لئے یہ صورت رکھی گئی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی جماعت اپنے میں سے بہترین اصحاب کو اپنا قائم مقام قرار دے کر مجلس مشاورت میں بھیجے اور زیر غور معاملات کے متعلق اس کی جو رائے ہو۔ اس سے اپنے نمائندہ کو آگاہ کر دے۔ تاکہ مجلس شوریٰ میں وُہ پیش کر سکے ؛

اس طرح گویا ساری کی ساری جماعت اپنے نمائندوں کے ذریعہ مجلس شوریٰ میں شریک ہوتی۔ اور اپنے مشورے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کرنے کا شرف حاصل کرتی ہے۔ پھر جو تجاویز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اس مجلس میں تمام نمائندگان جماعت کی آراء کو پیش نظر رکھتے ہوئے منظور فرماتے ہیں۔ ان پر کاربند ہونا نہ صرف اس لحاظ سے ہر ایک احمدی کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وُہ اس کے واجب الاطاعت امام کی منظور فرمودہ ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ ان میں اس کا اپنا مشورہ شریک ہے۔ جو اس نے اپنے نمائندہ کی وساطت سے دیا ؛

پس جس مجلس مشاورت میں طے شدہ امور کی ذمہ واری جماعت کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہو۔ اور ایسی پختگی کے ساتھ عائد ہوتی ہو۔ کہ اس سے بال بھر سرتابی کی بھی گنجائش نہ ہو۔ اس سے تعلق رکھنے والے کا ہر ایک امر میں پوری دلچسپی لینا اور اسے بہترین شکل میں سرانجام دینا نہایت ضروری ہے ؛

اس بارے میں سب سے اہم چیز نمائندگان کا انتخاب ہے۔ ہر ایک جماعت کی کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ نمائندہ ایسے اصحاب کو منتخب کرے۔ جو نہ صرف خود سب سے بڑھ کر دینی خدمات میں حصہ لینے والے ہوں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگین کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ کیونکہ جس طرح ایک شخص اپنی ساری جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو کر مجلس شوریٰ میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح سب کی ذمہ واریوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر لاد کر مجلس سے جاتا ہے۔ اور اس کا یہ بھی فرض ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے اسے اپنا نمائندہ تجویز کیا تھا ان سے فیصل شدہ تجاویز پر عمل کرائے۔ پس یہ نہایت ذمہ واری کا کام ہے۔ اور اس کے لئے بہترین آدمی کا انتخاب ہونا چاہیئے

دوسری چیز نظام سلسلہ کے متعلق سوالات ہیں۔ جو مجلس مشاورت میں دریافت کئے جاتے ہیں۔ ان کی غرض سلسلہ کے کاروبار سے واقفیت حاصل کرنا کسی غلطی اور کوتاہی کی طرف مفاد سلسلہ کی خاطر توجہ دلانا۔ اور کارکنوں میں فرض شناسی کی رُوح پیدا کرنا ہونی چاہیئے۔ اور جو باتیں اس معیار پر پوری نہ اترتی ہوں۔ ان میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ کئی سال کے تجربہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ اہم امور کے مقابلہ میں مجلس مشاورت کا وقت بہت ہی قلیل ہوتا ہے۔ ایجنڈا میں درج شدہ کئی باتیں پیش ہی نہیں ہو سکتیں۔ ان حالات میں بے فائدہ اور فضول باتوں میں مجلس کا وقت ضائع کرنا بہت افسوسناک امر ہے۔ پس اگر جماعت کا کوئی نمائندہ سوالات بھیجنا چاہے۔ تو اس کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ سوالات کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر بھیجے ؛

تیسری بات تجاویز کا پیش کرنا ہے۔ اس بارے میں بھی یہی گذارش ہے۔ کہ اہم اور ضروری تجاویز بھیجی جائیں۔ اور ایسا کرتے وقت اس فیصلہ کو مدنظر رکھا جائے۔ جو گذشتہ مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظور فرمایا تھا۔ اور جو یہ ہے :-

"مقامی انجمنوں کا ہر ممبر جو مجلس مشاورت میں کوئی تجویز پیش کرنا چاہتا ہو۔ وُہ سب سے پہلے اپنی تجویز اپنی مقامی انجمن میں پیش کرے وہاں اگر کثرت رائے اس کی مؤید ہو۔ تو وُہ مقامی انجمن مرکز کے صیغہ متعلقہ سے اس کے متعلق خط و کتابت کرے۔ اگر صیغہ متعلقہ

طرف سے خطوط کے آنے جانے کے عرصہ کو نکال کر پندرہ دن کے اندر اندر مقامی انجمن کو کوئی جواب نہ جائے۔ تو مقامی انجمن اس تجویز کو اپنی طرف سے پیش کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ارسال کر سکے گی۔ اگر صیغہ کا جواب پندرہ دن کے اندر اندر چلا جائے۔ تو صیغہ کا جواب مقامی انجمن کے سامنے پیش ہوگا۔ پھر اگر مقامی انجمن اس تجویز کو مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہے۔ تو جس صورت میں مقامی انجمن اس تجویز کا پیش ہونا ضروری سمجھے۔ وُہ تجویز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ارسال کر دے۔ پھر آپ کی منظوری حاصل ہونے کے بعد وُہ تجویز صیغہ متعلقہ کی رائے کے ساتھ مجلس مشاورت میں پیش ہوگی" رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱

اس فیصلہ کے لحاظ سے جو تجاویز ہونگی۔ وہی قابل غور سمجھی جائیں گی ؛

ایک خاص بات جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال کی مجلس مشاورت کے اختتام پر نمائندگان کو توجہ دلائی تھی۔ وُہ مجلس مشاورت میں عورتوں کی نمائندگی تھی۔ اگرچہ اس کے متعلق بہت دیر تک گفتگو ہوئی تھی۔ لیکن معاملہ کی اہمیت کے لحاظ سے کافی نہ تھی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا:۔

"میں سمجھتا ہوں۔ اس مسئلہ پر ابھی کافی بحث نہیں ہوئی۔ اور میں کوئی فیصلہ نہیں دیتا۔ اسے یونہی چھوڑتا ہوں۔ اگلے سال پھر اس پر بحث ہو۔ اس وقت ہم دیکھیں گے۔ کہ عورتوں کو کس رنگ میں حق نمائندگی دینا چاہیئے۔ فی الحال یہ ایک رو چلا دی ہے۔ احباب دلائل سوچیں"۔

حضورؑ نے اس سوال کی تعیین کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا:۔

"عورتوں کی نمائندگی کس طرح ہو۔ اور کس رنگ میں ہو۔ اور کس حد تک ہو"۔

پس احباب اس بارے میں غور کرتے وقت ان پہلوؤں کو مدنظر رکھیں ؛

مسودۂ قانون تحفظ مویشیان کا استرداد

راجہ رگھونندن پرشاد ممبر اسمبلی تحفظ مویشیان کی آڑ میں مسلمانوں کو گائے کی قربانی کرنے اور اس کا گوشت استعمال کرنے سے روکنے کے لئے جو قانون وضع کرانا چاہتے تھے ۔ اسمبلی کے تازہ اجلاس میں مسلمان ممبران کی فرض شناسی اور حکومت کی معاملہ فہمی کے باعث ہندو ممبروں کی سرتوڑ کوشش کے باوجود اس کا مسودہ مسترد ہو گیا اور اس طرح ملت اسلامیہ ایک اور چال سے جو اس کے دشمنوں کی طرف سے اسے نقصان پہونچانے کے لئے چلی گئی تھی۔ محفوظ رہی ؛

لیکن جن لوگوں کی یہ ذہنیت ہو۔ اور جو اپنی اکثریت کی بنا پر اقلیتوں کو کچلنا اپنا فرض سمجھیں۔ ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ کہ جب حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہوگی وُہ رواداری اور انصاف پسندی سے کام لیں گے ؛

ترقی میں ذاتی مُطالعہ کا دخل

یورپ میں اس وقت کئی ایک ایسی صاحبِ اقتدار ہستیاں ہیں۔ جو محض ذاتی مطالعہ سے بامِ ترقی تک پہونچیں۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ۱۷ وزراء میں سے صرف پانچ گریجوایٹ ہیں۔ اور ان میں سے بارہ ایسے ہیں۔ جنہیں وزیر بننے سے پیشتر حصول معاش کے لئے سخت جدوجہد کرنا پڑتی تھی۔ فرصت کے اوقات میں ان کے ذاتی مطالعہ کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ وزارت ایسی اہم ذمہ واری پر فائز ہو گئے۔

بات یہ ہے۔ کہ سکولوں اور کالجوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وُہ صرف علم کی طرف راہ نمائی ہوتی ہے۔ ہر ایک علم کی حقیقت اور مغز تک انسان ذاتی مطالعہ سے ہی پہونچ سکتا ہے۔ افسوس کہ اہل ہند کی اس طرف بہت کم توجہ ہے ؛

تھرڈ کلاس کے مسافر

سنہ ۲۵-۱۹۲۶ء میں ہندوستانی ریلوں کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیسرے درجہ کے مسافروں سے سوا چوتیس کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں کسی اور درجہ میں سفر کرنے والوں سے پورا دو کروڑ روپیہ بھی وصول نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ انڈین ریلوے کے لئے تھرڈ کلاس مسافر کس قدر منفعت بخش چیز ہے۔ لیکن ریلوے اس درجہ کے مسافروں کے آرام و آسائش سے جس قدر لاپرواہ ہے۔ اس کا اندازہ ہر وُہ انسان کر سکتا ہے۔ جس نے تیسرے درجہ میں کبھی سفر کیا ہو محکمہ ریلوے کو چاہیئے۔ کہ تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے ضروری سہولتیں مہیا کرے

اسلام کی کشش

معاصر مسلم راجپوت (۲۳ جنوری) نے اعداد و شمار کی بنا پر لکھا ہے کہ سنہ ۱۹۱۱ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک ہندوؤں میں سے ایک کروڑ بارہ لاکھ افراد مذہب اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کی تمام ذاتوں کے افراد شامل ہیں ؛

اسلام جس اخوت اور مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں جو آسانی اور سہولت پیدا کرتا ہے۔ فطرت کے مطالبات کا جس عمدگی سے لحاظ رکھتا ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر تباہ کن اور ناقابل برداشت پابندیوں سے آزادی حاصل کرنے اور انسانیت کے لحاظ مساوی درجہ پانے کیلئے ہندو اقوام کے افراد اتنی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہوں۔ لیکن مسلمانوں کو دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ اس بارے میں انہوں نے اپنا فرض کہاں تک ادا کیا ہے۔ اور اشاعت اسلام میں کس قدر حصہ لیا ہے۔

اگر مسلمان اس طرف توجہ کریں۔ اور اسے اپنا سب سے بڑا فرض سمجھیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا انقلاب رونما ہو سکتا ہے۔ جو ہر لحاظ سے نفع بخش ہو ؛

بے پردگی کے نتائج

اندور کے شاہی خاندان کی ایک لڑکی کا ایک مسلمان کے ساتھ شادی پر آمادہ ہونے کا ذکر کرتا ہوا اخبار "شیر پنجاب" (۱۹ جنوری) لکھتا ہے:۔

"یہ ہیں مغربی تہذیب و تعلیم کے اثرات اور بے پردگی کے نتائج۔ ہندوستان کے کئی ہندو گھرانوں کو اس قسم کی بے تکلفی اور بے پردگی کے اخلاق شکن و حیا سوز نتائج کا مقابلہ کرنا پڑا ہے مگر پھر بھی وُہ عبرت نہیں پکڑتے"!

معاصر "شیر پنجاب" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں میں ایسی جماعت روز بروز زور پکڑتی جا رہی ہے۔ جو بے پردگی کے خوفناک نتائج کے باوجود اس کی سخت حمایت کر رہی ہے۔ ان حالات میں بے پردگی کے اخلاق شکن و حیا سوز نتائج سے دوچار ہونا لازمی ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی قوم اسلامی احکام سے سرتابی کر کے عزت و آبرو کے ساتھ زندگی بسر کر سکے ؛

ہندوؤں کے اچھوت ادھار کی حقیقت

شری بیت راجگو پال آچاریہ ہندو قوم کے ایک مشہور اور بارسوخ لیڈر ہیں۔ آپ نے بمقام دار دھا ۱۷ جنوری کو ایک تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ ہندوستان میں دو گناہ ہوتے ہیں۔ ایک کا ارتکاب حکومت کرتی ہے۔ یعنی شراب کی فروخت اور دوسرے کا ارتکاب پبلک کرتی ہے۔ یعنی" اپنے ہی بھائیوں کو اچھوت کے نام سے یاد کرتی ہے"۔ اور" پبلک کے گناہ کے خلاف اچھوت ادھار کی تحریک جاری ہے"۔

لیکن اپنی اسی تقریر میں آپ نے اچھوت ادھار کی وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ:۔

"اچھوت ادھار سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ہم نام نہاد اچھوت سے روٹی بیٹی کا سمبندھ کریں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔

کہ ان کے ساتھ برابر کا سلوک کریں۔" ("تیج"۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء)

اس بات کو شائد ہی کوئی عقلمند سمجھ سکے۔ کہ جب اچھوتوں کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے۔ یا ان کے ساتھ رشتہ داری کے تعلقات پیدا کر کے ان سے مساوات کا سلوک نہ کیا جائے۔ تو پھر ان کے اُدھار کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ ساتھ کھانے یا تمدنی تعلقات پیدا کرنے سے نفرت کے تو صاف معنے یہی ہیں۔ کہ انہیں ناپاک۔ ذلیل اور اپنے جیسا انسان نہیں سمجھا جاتا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے اچھوت ادھار کی حقیقت صرف یہ ہے۔ کہ بیچارے اچھوت ان کے چکموں میں آ کر اپنے کو ہندو قرار دے دیں۔ اور اس طرح اپنی جُداگانہ ہستی مٹا کر کلیتہً ان کے رحم پر زندگی بسر کریں۔

آریہ سماج کی ترقی کی ایک تجویز

ایک آریہ سماجی نے جو بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں۔ "آریہ گزٹ" ۱۸ جنوری میں "آریہ سماج کی شتھلتا کا علاج" بتاتے ہوئے تحریر کیا ہے:-

"اگر آریہ سماج بلا خرچ ذات پات توڑ کر عام و خواہشمند ہندو نوجوانوں کی شادی کی مشکل کو حل کر سکے۔ تو بلاشبہ لوگ کافی تعداد میں اس میں شامل ہونے کو تیار ہو جائیں۔"

ممکن ہے۔ آریوں کو اس ذریعہ کامیابی حاصل ہو۔ کیونکہ ہندوؤں کو شادی بیاہ کی جو مشکلات درپیش ہیں۔ وہ بہت صبر آزما ہیں۔ لیکن اس کے صاف معنے یہ ہونگے۔ کہ مذہبی یا روحانی لحاظ سے آریہ سماج میں کوئی خوبی نہیں۔ جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ حالانکہ مذہب کی صداقت کی یہ علامت ہے۔ کہ وہ اپنی ذات میں اس قدر قوت جاذبہ اور کشش رکھتا ہو۔ کہ اس کی آواز کان میں پڑتے ہی سعید الفطرت لوگ اپنے بیوی بچوں اور مال و متاع سے دستبردار ہونے کے لئے بخوشی آمادہ ہو سکیں۔ اور ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام اپنے اندر اس قدر روحانیت رکھتا ہے۔ اور صرف قادیان میں کئی ایسے اصحاب موجود ہیں۔ جنہوں نے اسی عمر میں جس میں آریہ سماجی ہندو نوجوانوں کو شادی کے ذریعہ پھانسنا چاہتے ہیں۔ اسلام کی خاطر اپنا گھر بار۔ رشتہ دار۔ بیوی بچے اور جائداد پر لات ماردی اور ہر قسم کے مصائب کے باوجود اسلام پر ثابت قدم رہے۔

ہندوستان کی خوفناک مفلسی

ہندوستان ایک زرخیز ملک ہے لیکن یہاں کے بدنصیب باشندوں کی اس وقت جو حالت ہے۔ اس کا کسی قدر پتہ مسٹر ڈینیل ہملٹن صدر بہار کواپریٹو کانفرنس کے ان الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ جو انہوں نے صدارت کے فرائض ادا کرتے ہوئے فرمائے۔ اور جو یہ ہیں:-

"ہندوستان میں ہر سال ساٹھ لاکھ جانیں مفلسی و ناداری کی نذر ہو جاتی ہیں" (ہمت ۲۵ جنوری) [illegible]

اشارات

"زمیندار" پر شامت اعمال سے جب کبھی کوئی ارضی یا سماوی بلا نازل ہوتی ہے۔ تو بجائے اس کے وہ اپنی اصلاح کی فکر کرے۔ جھلا کر جو سامنے آئے۔ اسے کاٹنے دوڑتا ہے۔ اور "رفیق ظفر علی" بذاتِ خود رونما ہو کر اپنے فطری جوہر دکھانے شروع کر دیتے ہیں۔ آج کل بھی "زمیندار" اسی مرض میں مبتلا ہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ جب اس کا عملہ ایڈیٹروں اور کاتبوں سمیت بدمعاملگی کے مزید چرکے برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے "سٹرائک" کر گیا۔ تو "زمیندار" نے دانت نکال دئے۔ جہاں اس کی ظاہری حالت نہایت ردی ہو گئی۔ وہاں معنوی لحاظ سے اس میں گالیوں اور بد زبانیوں کی بھرمار ہونے لگی۔ اگر ایک دن کابل کے موجودہ حکمران کے خلاف بیہودہ سرائی کی جاتی۔ تو دوسرے دن "انقلاب" کی باری آجاتی۔ تیسرے دن پیر جماعت علی صاحب کے خلاف دل کی بھڑاس نکالی جاتی۔ تو چوتھے دن جماعت احمدیہ کے متعلق لغو گوئی سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

یوں تو "زمیندار" ہمیشہ ہی شریفوں کی پگڑیاں اچھالنا۔ جھوٹے اور مفتریانہ اتہامات لگانا۔ بدزبانی اور بدگوئی کرنا اپنا کمال سمجھتا ہے لیکن جب ظفر علی صاحب" ادارہ تحریر" کے ہڑتال کر جانے پر مجبوراً اپنا "سٹھیایا ہوا قلم" سنبھال کر "زمیندار" میں نمودار ہوتے ہیں۔ تو سوائے سبابی اور فحاشی کے ان کا کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ کیا ہے معاصر "انقلاب" نے جس کے قابل مدیر ایک عرصہ تک رازدارانہ حیثیت سے ان کی فطرت کا نہایت گہرا مطالعہ کر چکے۔ اور ان کی رگ رگ سے واقفیت بہم پہونچا چکے ہیں۔ بامر مجبوری جو بیان شائع کیا ہے۔ اس سے کچھ کچھ حقیقت حال کا اظہار ہوتا ہے۔ چونکہ بات پتہ کی ہے۔ اور "زمیندار" کے موجودہ مدیر کے بھی دل لگی ہے۔ اس لئے اس نے ازراہ دور اندیشی اس کے متعلق لکھا ہے:-

"ہم جملہ معاصرین سے درخواست کرینگے۔ کہ وہ مدیر افکار کے ان ادبی و علمی افادات کو اپنے قارئین تک پہونچائیں۔" ("زمیندار" ۲۳ جنوری)

اس "درخواست کو ہم نے" ازراہ دُور اندیشی" اس لئے قرار دیا ہے۔ کہ "زمیندار" کی موجودہ ادارت کے ارکان بھی سمجھتے ہونگے جب "زمیندار" کے لئے دن رات خون پانی ایک کرنے والے۔ اس کے لئے جیلخانوں کی مصیبتیں جھیلنے والے۔ دیدہ ریزی اور دماغ سوزی سے لکھے ہوئے مضامین کو ظفر علی صاحب کے ہتھیا کر اپنے نام سے شائع کرنے پر چوں نہ کرنے والے۔ اپنی محنت و مشقت کے نتائج "زمیندار" کی شہرت اور قابلیت کے قیام کے لئے قربان کر دینے والے جہاں قیام نہ کر سکے۔ وہاں انہیں کون ٹھیرنے دے گا۔ آج نہیں۔ تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں وہ بھی اسی راہ پر چلنے کے لئے مجبور ہونگے۔ جس پر ان کے پیش رو چلے۔ پھر کیوں نہ وہ اس خاص تحریر کو نہ صرف "زمیندار" کے صفحہ پر ثبت کر دیں۔ بلکہ اس کے تحفظ کے لئے "جملہ معاصرین سے درخواست" بھی کریں۔ "تاکہ سند رہے۔ اور وقتِ ضرورت کام آئے۔"

ہم بھی عملہ "زمیندار" کی یہ درخواست منظور کرتے ہوئے "انقلاب" کے "مدیر افکار کے ان ادبی و علمی افادات کو اپنے قارئین تک پہونچاتے ہیں:-

"اس شخص (ظفر علی) نے علیگڑھ سے بی۔ اے پاس کیا۔ اس کے بعد حیدرآباد دکن میں اچھے تعلیم یافتہ لوگوں کی سوسائٹی میں چند سال بسر کئے۔ اس کے بعد سالہا سال تک مسلمانوں کی لیڈری کی۔ ساٹھ برس سے زمین کی پشت کا بوجھ بنا ہوا ہے۔ لیکن اب تک شرافت کی حس سے بالکل عاری ہے۔ بعض احباب اس کی غیر متاثر فطرت پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت سے ایسے اشخاص ہیں۔ جو طبعاً صرف اس لئے پیدا ہوئے تھے۔ کہ ٹپی یا چاوڑی بازار کے کسی کوٹھے پر کسی رنڈی کے ہاں چلمیں بھرا کریں۔ اور ہر تماشبین سے ایک ایک ٹکا وصول کیا کریں۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی سے وہ تھوڑی بہت تعلیم پا گئے اور اس کے بعد لیڈر بن بیٹھے۔ آج ہندوستان میں مسلمانوں پر گوناگوں جو مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ رہا ہے۔ ان میں ایک بہت بڑی مصیبت یہ ہے کہ بعض پرلے درجے کے شہدے اس قوم کے لیڈر بنے ہوئے ہیں۔" ("زمیندار" ۲۳۔ جنوری)

عملہ "زمیندار" کے ارشاد کی تعمیل میں ہم نے یہ سطور نقل تو کر دی ہیں۔ لیکن دل کو سخت ٹھیس لگی ہے۔ اور مسلمانوں کی حالتِ زار پر رونا آتا ہے۔ اگر "زمیندار" کے آقا اور "رفیق ظفر علی صاحب" دوسروں کی عزت پر خواہ مخواہ ہاتھ نہ ڈالیں۔ تو انہیں بھی کوئی کچھ نہ کہے۔ لیکن جب وہ شیشے کے مکان میں بیٹھکر دوسروں پر پتھر پھینکتے ہیں۔ تو اس کا خمیازہ بھی بھگتتے ہیں۔ اور اپنی رسوائی کے علاوہ ان لوگوں کو بھی رسوا کراتے ہیں۔ جن کے "لیڈر" کہلاتے ہیں۔

رمضان کے روزوں کے فضائل اور احکام

روزہ کا حکم

جن پانچ چیزوں پر بنی الاسلام علےٰ الخمس کے مطابق سقفِ اسلامی کی بنیاد ہے۔ ان میں سے ایک عبادت روزہ ہے۔ اس عبادت کے متعلق علاوہ ارشادات نبویہ کے خود ارشاد خداوندی موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح کہ تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ ؛۔

چونکہ انسان فطرتاً ہر ایسے کام کو جسے ہمیشہ سے اس کے آباؤ اجداد کرتے چلے آئے ہوں۔ اپنے لئے کوئی تکلیف دہ چیز نہیں سمجھتا بلکہ اس کا متحمل ہو جاتا ہے۔ اور کسی جدید قید اور ذمہ داری کا پابند ہونا پسند نہیں کرتا۔ کہ جو ابتداءً صرف اس پر عائد کی گئی ہو۔ اس لئے خالقِ حقیقی اور صانعِ فطرت نے اس کے اس فطری اقتضا کا لحاظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ روزہ کوئی ایسی عبادت نہیں جس کا صرف تمہیں ہی آج مکلف بنایا جاتا ہے۔ بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی یہ ایسا ہی فرض تھا۔ جیسا کہ تم پر فرض ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ تم اس کی بجا آوری میں کسی قسم کا بوجھ اور ملال محسوس کرو ؛

روزہ کا فائدہ

پھر چونکہ محض کسی کام کے متعلق یہ معلوم ہو جانا کہ پہلے لوگ بھی ایسے کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کام کے ضروری اور واجب العمل ہونے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا کوئی مرغوب اور محبوب نتیجہ نہ بتایا جائے۔ اس لئے فرمایا۔ لعلکم تتقون۔ کہ روزے سے تم میں تقوےٰ پیدا ہو جائیگا۔ اور وہ اس طرح پر کہ جب ایک انسان محض اللہ تعالےٰ کے فرمان کی وجہ سے تمام مباحات اور اپنی حلال اشیاء اور وہ بھی ایسی کہ جن پر زندگی کا انحصار ہے۔ ترک کر دیگا۔ اور برابر ایک ماہ تک اپنے نفس کو تمام لذائذ و رغائب سے ضبط میں رکھنے کی روزانہ مشق اور ریاضت کرتا رہے گا۔ تو لازماً محرمات کو بالاولیٰ ترک کر دیگا اور اس کے اندر منہیات سے احتراز کی ایک قوت پیدا ہو جائیگی چنانچہ اسی مناسبت سے آخر رکوع میں مال حرام کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس۔ اور تم اپنے مالوں کو اپنے درمیان [illegible] سے نہ کھاؤ۔ اور ان کو حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ [illegible] کے مال میں سے ایک حصہ کھاؤ ؛

شریعت اسلام میں تقوےٰ دراصل اس بات کا نام ہے۔ کہ خدا کی منع کردہ باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ نیز باب افتعال کا خاصہ اتخاذ بھی ہے اس لحاظ سے اتقاء کے معنے اتخاذ تقاۃ یعنی بچاؤ لینے کے ہیں۔ گویا فرضیت روزہ کی غرض یہ ہے۔ کہ تاتم اس ذریعہ سے بچاؤ کر سکو۔ چنانچہ حدیث میں روزہ کو ڈھال بھی کہا گیا ہے الصیام جنۃ من النار کجنۃ احدکم من القتال۔ کہ روزے عذاب دوزخ سے بچانے کے لئے ڈھال کا کام دینگے۔ جیسا کہ لڑائی سے بچاؤ کا ذریعہ ڈھال ہوتی ہے۔ بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک آیا ہے کہ روزہ قبر میں بائیں طرف رہیگا۔ جیسا کہ ڈھال بائیں ہاتھ میں ہوا کرتی ہے۔ گویا یہ حدیث تتقون ہی کی ایک لطیف تفسیر ہے ؛۔

سفلی خواہشات کے ترک کی قوت

نیز یہ بھی یاد رہے۔ کہ انسان میں دو قسم کی طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ ایک قوائے ملکیہ اور دوسرے قوائے بہیمیہ۔ قوائے ملکیہ کے ساتھ ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے۔ اور قوائے بہیمیہ کے ساتھ شیاطین کا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک کی کمزوری سے دوسری قوت کی ترقی ایک لازمی امر ہے۔ سو خدا تعالےٰ نے قوت بہیمیت یعنی خواہشات حیوانی کو جو کھانے پینے اور جوڑے کی طرف رجوع کرنے سے تعلق رکھتی ہیں کمزور کرنے کے لئے سال بھر میں کم از کم ایک ماہ تک روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ تاکہ تمام سفلی خواہشات کے ترک کرنے کی قوت انسان میں پیدا ہو۔ اور نیکی کی قوتیں نشو ونما پائیں ؛۔

پھر بنظرِ عمیق دیکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ انسان کی تمام خواہشات وا ہواء کی انتہا صرف دو ہی شہوتوں پر ہوتی ہے۔ ایک شہوتِ بطن۔ اور دوسری شہوتِ فرج۔ پس شریعتِ اسلامی نے ایک ایسی عبادت مقرر فرمائی۔ کہ جس کی زد براہ راست انہی دو شہوتوں پر پڑتی ہے۔ یعنی روزہ جس کے معنے ہیں۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور صحبت سے رُکے رہنا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بن بیاہوں کو حصول تقویٰ کے لئے روزوں کا حکم دیا اور اس لئے فرمایا ہے۔ کہ ماہ صیام میں محرکات قوائے بہیمیہ یعنی شیاطین قید ہو جاتے ہیں۔ اور ملائکہ سے تعلق ہو کر دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں پس ایسے مفید اور بابرکت ارشاد خداوندی کی تعمیل کرنا ہر مومن کا فرض ہے ؛

روزہ کی فضیلت

رمضان کی فضیلت اس سے ظاہر ہے۔ کہ خود اللہ تعالےٰ نے باقی تمام مہینوں کو چھوڑ کر خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ کہ ماہ رمضان اس شان کا مہینہ ہے۔ کہ قرآن مجید ایسی کامل اور آخری کتاب کا نزول اسی ماہ مبارک میں شروع ہوا۔ یا یہ کہ اس کی فضیلت کا بیان اس میں کیا گیا ہے ؛۔

مادیت و روحانیت میں یہ ایک بہت بڑا فرق ہے۔ کہ مادیت میں ظاہر پرستی اور نمائش ہی کی بدولت رونق آسکتی ہے۔ لیکن روحانیت میں خلوص۔ بے ریائی اور عدم نمائش کی ضرورت ہے۔ یعنی جس قدر کوئی عمل۔ ریاء و تصنع سے دُور ہو گا۔ اسی قدر وہ درگاہ ایزدی میں زیادہ مقبول ہوگا۔ اور ظاہر ہے۔ روزہ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس میں بہ نسبت دیگر اعمال و افعال کے نمائش و اظہار کا احتمال بہت کم ہے۔ اور اس میں قدرتاً خفا اور ستر کا مادہ موجود ہے۔ اس لئے کہ روزہ بھوک اور پیاس وغیرہ سے رکنے کا نام ہے۔ پس بہ نسبت دوسرے اعمال کے اس کو چھپانے میں انسان کے لئے زیادہ آسانی ہے۔ اور اس میں دکھلاوے اور بناوٹ کا بہت کم دخل ہے۔ گویا نیت کے صحیح و مستقیم رکھنے کا بہترین آلہ روزہ ہے۔ کیونکہ نماز۔ حج۔ اور زکوٰۃ وغیرہ میں نیت کے تزلزل اور عدم استقامت کا ہر وقت خطرہ لاحق ہے۔ کہ ان کی تعمیل ظاہراً۔ بلکہ علےٰ رؤوس الاشہاد کرنی پڑتی ہے۔ اور زکوٰۃ میں بھی کم از کم ایک آدمی کا ہونا تو ضروری ہے۔ یعنی زکوٰۃ لینے والے کا۔ لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے۔ کہ جس کا تعلق بجز انسان کے اپنے نفس کے اور کسی کے ساتھ نہیں ہے۔ حتےٰ کہ اگر انسان چاہے۔ تو نہ اس کے اس عمل کا اظہار ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُس کے دل ہی میں مقابل کی کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہے ؛۔

غرض روزہ کتمان و ستر کی بہترین صورت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ کہ روزہ میرے لئے ہے۔ اور اس کی جزاء میں ہی دُوں گا۔ یُوں تو ہر عمل جو خُدا کے لئے کیا جائے۔ وُہ اُسی کے لئے ہوتا ہے۔ اور اُس کی جزا بھی وہی دیتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا خصوصیت بلکہ فضیلت کی وجہ سے ایسا فرمایا ہے۔ کیونکہ باقی اعمال کے عامل کا عمل دوسروں کے مشاہدہ میں آتا ہے اور اس طرح ان کا نفع عاجل بھی اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ دوسرے اسے صالح اور نیک کردار سمجھتے ہیں۔ بلکہ لیا اوقات انسان نمازی، حاجی اور سخی وغیرہ کہلوا کر غیر اللہ ہی سے اپنی جزا حاصل کر لیتا ہے ؛

روزہ کی جزا

ایک روایت میں ہے۔ کہ انسان کے اس عمل نیک کی جزا خود اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات ہے۔ پس اس سے بڑھ کر روزے کی فضیلت میں اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کے بدلہ میں انسان کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا ؛

84

قبولیت دُعاء

پھر روزوں ہی کے ذکر میں فرمایا۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ کہ جب میرے بندے میری نسبت تجھ سے پوچھیں۔ تو یقیناً میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ روزہ کی وجہ سے انسان کو اس دنیا میں قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور کہ روزہ دار کی دعائیں بکثرت قبول ہوتی ہیں۔

دو خوشیاں

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ للصائم فرحتان کہ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اس وقت۔ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ کہ ہم اس نعمت عظمیٰ سے کہ جو قسمت ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ بہرہ اندوز ہوں۔ آمین۔ ہمارے کئی بھائی ہیں۔ رحمھم اللہ تعالیٰ۔ کہ وہ پچھلے سال کے رمضان کی برکات سے تو متمتع ہوئے تھے۔ مگر انہیں یہ رمضان نصیب نہیں ہو سکا۔ بلکہ اس کے آنے سے قبل ہی دار البقا کی طرف رحلت فرما چکے ہیں۔

پس خدا کی حمد اور اسی کا شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایک دفعہ پھر محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس مبارک ماہ کی برکات اور اس کے فیوض کے حصول کا موقعہ بخشا۔

ہاں اب یہ ہمارا کام ہے۔ کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔

مسائل روزہ

(۱) طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور صحبت سے رکے رہنا۔

(۲) مسلمان ہونا۔ عاقل، بالغ، مقیم اور تندرست ہونا۔ پس نابالغ مسافر اور بیمار کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔

(۳) روزے کی نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں۔ صرف دل کا ارادہ کافی ہے۔ ہاں اگر کسی کے دل میں بھی نیت روزہ نہ ہو۔ اور تمام دن نہ کھائے نہ پیئے۔ تو روزہ صحیح نہ ہوگا۔ پس رمضان کے ہر روزے کی نیت ہر روز کرنی چاہیئے۔

(۴) سحری کھانا سنت ہے۔ اور موجب برکت اور اس میں تاخیر مسنون ہے

(۵) آفتاب غروب ہوتے ہی فوراً افطار کر لینا چاہیئے۔ خواہ مغرب میں سرخی شفق کی موجود ہو۔ ہاں ابر کے دن احتیاط بہتر ہے۔ کھجور سے افطار مستحب ہے۔ ورنہ پانی سے افضل ہے۔ اور افطار کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اللھم لک صمت وبک آمنت وعلیک توکلت وعلٰی رزقک افطرت

(۶) روزے میں لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا جھوٹ، غیبت اور ہر قسم کی بدی سے بچنا۔ کثرت سے عبادت کرنا۔ شب بیداری، قرآن شریف پڑھنا، سننا، دعائیں مانگنا۔ اور عشرہ اخیرہ میں اعتکاف بیٹھنا۔ اگر توفیق ہو۔ تو صدقہ خیرات کرنا وغیرہ مستحبات روزہ میں سے ہے۔

(۷) قصداً کھا پی لینے اور صحبت کر لینے وغیرہ امور سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں بھولے سے ایسا کر لینا۔ بلا اختیار حلق میں مکھی مچھر وغیرہ چلا جانا۔ خود بخود قے کا ہو جانا۔ خواب میں احتلام ہو جانا۔ آنکھ میں دوا ڈلوانا۔ کان میں پانی کا پڑ جانا۔ مسواک کرنا۔ خوشبو سونگھنا۔ سرمہ لگانا۔ سر میں تیل ڈالنا وغیرہ باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (خاکسار تاج الدین لائلپوری مولوی فاضل)

زکوٰۃ وصدقات

زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن احباب کو اس قدر ثروت اور خوشحالی میسر ہے۔ کہ وُہ صاحب نصاب ہیں۔ یعنی جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو چاہیئے۔ کہ بموجب احکام شریعت اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ خلوص دل سے وقت پر زکوٰۃ کی ادائیگی سے اموال میں خیر و برکت اور ترقی ہوتی ہے۔ وُہ مال ضائع نہیں ہوتا جس سے اللہ تعالیٰ کی غریب و مسکین مخلوق پرورش پاتی ہے۔ اور یتامیٰ و مساکین کو حصہ ملتا ہے۔ بھوکے کھانا کھاتے اور ننگے سردی گرمی سے بچائے جاتے ہیں۔ مستورات جس زیور سے اپنی زیب و زینت زیادہ کر کے خوش ہوتی ہیں۔ وُہ زیور، زیور والیوں کے لئے مبارک ہو جاتا ہے۔ اگر اس زیور کی خاطر دی ہوئی زکوٰۃ غرباء کی ضروریات کو پورا کرنے میں کام آئے۔ اور ان کے زیور سے نکالی ہوئی زکوٰۃ کے ذریعہ بعض بیکس مسکین بی بیاں اپنی اور اپنے یتیم بچوں کی پرورش کر سکیں۔

زکوٰۃ کی اہمیت

ہر وُہ مال جو کسی مرد یا عورت کے پاس سال بھر تک جمع رہا ہے۔ اور وُہ ایک مقررہ مقدار سے زیادہ ہے۔ اس مال میں سے ایک معین حصہ غریبوں کا ہو چکا۔ اب مالدار کا فرض ہے۔ کہ وُہ اپنے مال سے غریبوں کا حصہ نکال کر امام وقت کے پاس پہونچائے اور اپنے مال کے ساتھ یتیموں اور مسکینوں کا مال نہ ملائے۔ اگر وُہ مال کی محبت یا افلاس کے خوف سے زکوٰۃ کا مال اپنے مال سے جُدا نہیں کرتا۔ تو ایک ناجائز فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اپنے سارے مال کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) اونٹ اپنے مالک پر سوار ہو کر آئے گا۔ ایسی حالت میں جس میں وُہ رہتا تھا۔ جبکہ وُہ مالک اس کا حق (زکوٰۃ) نہ ادا کرتا ہو۔ وُہ اونٹ اسے اپنے پیروں سے روندے گا۔ اسی طرح بکری اپنے مالک پر سوار ہو کر آئے گی۔ اسی حالت میں جس میں وُہ رہتی تھی۔ جبکہ وُہ مالک اس میں سے اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرتا ہو۔ وُہ بکری اسے اپنے کھروں سے کچلے گی۔ اور اپنے سینگوں سے مارے گی۔ اور فرمایا۔ "تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لاد کر نہ آئے۔ کہ وُہ بکری چلاتی ہو۔ پھر وُہ شخص مجھے کہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری شفاعت کیجئے۔ اور میں کہہ دوں۔ کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو حکم الٰہی پہنچا چکا!"

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- "اللہ جسے مال دے۔ اور وُہ اس مال کی زکوٰۃ نہ دے تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے لئے اژدھا سانپ کی ہم شکل کر دیا جائے گا۔ جس کے سر میں دو چتیاں ہونگی۔ وہ سانپ اس کا طوق بن جائے گا۔ جو اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں۔ تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ و للہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر۔ وُہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دئے ہوئے مال پر بخل کرتے ہیں۔ یہ خیال نہ کریں۔ کہ یہ بخل کرنا ان کے لئے اچھا ہے۔ یہ تو ان کے لئے بُرا ہے۔ قیامت کے دن ان کا وُہ مال جس کا وُہ بخل کرتے ہیں ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ زمین اور آسمان کی کل میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوب خبر ہے۔ اس کی جو تم کرتے ہو۔

مالی عبادت

غرض مالی عبادت میں زکوٰۃ سب سے بڑا فرض ہے جس میں کوتاہی کرنا اپنے دین اور ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے میری شفاعت سے بھی حصہ نہیں پائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سخت دن اور آفت کی گھڑی میں زکوٰۃ نہ دینے والے کو جبکہ وُہ بکری یا اونٹ سے کچلا جا رہا ہوگا یا سانپ سے ڈسا جا رہا ہوگا۔ صاف الفاظ میں فرمائیں گے:۔ "میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو حکم الٰہی پہونچا چکا!"

صدقات

جس طرح نماز ایک اہم فرض ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم فرض ہے۔ اور جس طرح نماز میں فرائض کے ساتھ سنن اور نوافل ترقی درجات کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح مالی عبادت زکوٰۃ کے ساتھ بھی اور عبادات ہیں۔ اور وُہ صدقات ہیں۔ صدقات کو جاری رکھنے سے انسان کو ایک تو اہم فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت نہیں ہوتی۔ دوسرے صدقات سے انسان مراتب روحانی میں ترقی کرتا ہے۔ صدقہ اور ہبت سے کسل اور کمزوریوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بعض بی بیوں نے آپؐ سے عرض کی کہ سب سے پہلے آپ سے (بعد از وفات) کون ملے گا۔ آپؐ نے فرمایا:۔ "جس کا ہاتھ تم سب میں سے لمبا ہوگا"۔ جس پر انہوں نے ایک بانس کا ٹکڑا لے کر ہاتھ ناپنے شروع کئے۔ تو سودہؓ کا ہاتھ سب سے بڑا نکلا (مگر جب سب سے پہلے زینب بنت جحش کی وفات ہوئی) تو ہم لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ اُن کے ہاتھ کی لمبائی در اصل صدقہ تھا۔ جس کے ذریعہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم سب سے پہلے ملیں۔ کیونکہ وہ صدقہ دینے کو دوست رکھتی تھیں۔

رسول کریمؐ کی سخاوت

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور تمام اوقات سے زیادہ آپ رمضان میں سخی ہو جاتے تھے۔ جبکہ آپ سے جبرئیل علیہ السلام ملتے تھے۔ اور جبرئیل علیہ السلام آپؐ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے۔ اور آپؐ سے قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ تو یقیناً آپ اس وقت سخاوت میں ہوا سے بھی تیز ہو جاتے تھے۔

تندرستی میں صدقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ کونسا صدقہ ثواب میں زیادہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"تو اس حال میں صدقہ دے۔ کہ تو تندرست ہو۔ بخیل ہو فقیری سے ڈرتا ہو۔ اور مالدار ہونے کی آرزو رکھتا ہو" آپ نے فرمایا:۔

"۔۔۔۔۔ جب جان حلق میں پہونچ جائے گی۔ تو اس وقت تو کہے گا۔ اتنا مال فلاں شخص کو دینا۔ اتنا فلاں شخص کو۔ حالانکہ اس وقت تو وہ مال فلاں شخص کا (یعنی وارثوں کا) ہی ہو چکا ہوگا"!

غریب سے غریب صدقہ دے سکتا ہے

صدقہ دینے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ بڑی رقم ہی صدقہ میں دی جائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ "ایک مرتبہ ایک عورت آئی۔ جس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس وقت میرے پاس ایک چھوارے کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے وہی چھوارا اُسے دے دیا"!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "جو شخص پاک کمائی سے ایک چھوارے کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے (اور اللہ پاک چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے) تو اللہ اُس (چھوارے) کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر اس کو اس صدقہ دینے والے کے لئے بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچے کو (پال کر) بڑھائے۔ حتےٰ کہ وہ چھوارا پہاڑ کے مثل ہو جاتا ہے"۔

کیا ہی اچھی اور امیدوں سے بھری ہوئی تعلیم ہے۔ غریب سے غریب لوگ بھی صدقہ دے سکتے ہیں۔ اور اپنی ذرا ذرا سی چیزوں کے معاوضہ میں بڑے بڑے اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ بالکل سچ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مال و دولت کا بھوکا نہیں۔ وہ تو اپنے بندے کے اخلاص بھرے دل اور صدق نیت سے اپنی راہ میں خرچ کرانا چاہتا ہے۔ خواہ وہ ایک چھوٹی سی ہی ہو۔ پھر وہ ذرا سی چیز کے اجر کو خود بڑھا دیتا ہے۔

پس صدقہ دینا چاہئے۔ تھوڑے بہت کا سوال ہی نہیں ہے۔ جو جس کے پاس ہو۔ اس میں سے صدقہ دے دے۔ تا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے اس کے اجر کا سرمایہ بڑھتا رہے۔

عورتیں بھی صدقہ دیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ دینے کی تعلیم جس طرح مردوں کو دی ہے۔ اُسی طرح عورتوں کو بھی دی ہے۔ چنانچہ عورتوں کے لئے بھی صدقہ دینے کا حکم ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو عورت اپنے گھر سے کھانے میں سے صدقہ دے۔ اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو۔ تو جو کچھ وہ صدقہ دے گی۔ ضرور اس کا ثواب اسے ملے گا۔ اور اس کے شوہر کو بھی اس صدقہ کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ اُس کے کمائے ہوئے مال سے صدقہ دیا گیا ہے"۔

صدقہ ضروری ہے

اگرچہ صدقہ زکوٰۃ کی طرح معین صورت میں فرض نہیں ہے۔ لیکن ہر انسان مرد و عورت کو صدقہ دینے کے لئے اس قدر تاکید ہے۔ اور صحابہؓ کا اس پر اس قدر کثرت سے عمل ہے۔ کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کچھ نہ کچھ صدقہ دیتے رہنے کی عادت ڈالے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ذکر اُوپر آیا ہے۔ کہ آپ کے پاس ایک چھوارا ہی تھا۔ اسی کو آپ نے دے دیا۔ اس سے بھی زیادہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ صدقہ دینے کے لئے کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ تو صحابہؓ مزدوری کر کے صدقہ دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں صدقہ کا حکم دیتے۔ تو کوئی شخص ہم میں سے بازار کی طرف جاتا۔ اور بوجھ لادتا۔ اور (جب) مزدوری میں ایک مد (غلہ وغیرہ) مل جاتا اسی کو صدقہ میں دے دیتا۔۔۔"

آج یہ حالت ہے۔ کہ بعض لوگوں کے پاس ہزاروں روپیہ موجود ہے۔ مگر صدقہ دینے سے جی چُراتے ہیں۔ کہ کہیں تنگی نہ ہو جائے۔ حالانکہ صدقہ ہوتا ہی اس لئے ہے۔ کہ انسان خدا کے لئے اپنے اُوپر تنگی اختیار کرے۔ بلکہ اپنی محبوب چیز کو اس کی راہ میں دیدے۔

حضرت ابوطلحہ کا صدقہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ مدینہ میں حضرت ابو طلحہؓ کے پاس باغات کی قسم سے سب انصار کی نسبت زیادہ مال تھا۔ لیکن ان تمام باغوں میں ایک باغ "بیرحاء" نامی مسجد نبوی کے سامنے واقعہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ اور وہاں کا خوش گوار پانی پیتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ لن تنالوا البر حتےٰ تنفقوا مما تحبون ؁ یعنی ہرگز تم خیر نہیں حاصل کرو گے جب تک تم اس مال سے خرچ نہ کرو۔ جس کو تم محبوب اور عزیز رکھتے ہو۔ تو ابو طلحہؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ۔ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتےٰ تنفقوا مما تحبون ؁ اور بے شک مجھے اپنے مالوں سے زیادہ محبوب "بیرحاء" ہے۔ اب وہ خدا کے لئے صدقہ ہے۔ میں اُسکے ثواب کی اللہ کے ہاں سے امید رکھتا ہوں۔ پس یا رسول اللہؐ آپؐ اس کو جہاں مناسب سمجھیں۔ صرف کیجئے۔۔۔۔"

احمدیوں سے خطاب

احباب کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کے شرف سے بہرہ اندوز ہو کر ہم سب کی آرزو ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں آخرین منہم کے درجات اپنے فضل سے عطا فرمائے۔ اور ہم صحابہؓ کے زمرہ میں داخل کئے جائیں۔ مذکورہ بالا احادیث کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم زکوٰۃ و صدقات سے کچھ حصہ آپکے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اور امید کی گئی ہے۔ کہ آپ اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے زکوٰۃ کی ادائیگی پر قائم فرمائے اور صدقات دیتے رہنے کی عادت ڈالے۔ اور ہمیں اس سے بچائے کہ زکوٰۃ نہ دیا ہوا مال ہمارے گلوں میں سانپ بنکر طوق پڑے۔ اور رحمۃ للعالمینؐ جیسی ذات بھی ہم سے بیزار ہو کر فرمائے "میں تیرے واسطے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو حکم الٰہی پہنچا چکا"!

مالی عبادت میں زکوٰۃ سب سے بڑا اور سب سے اہم فرض ہے۔ اور مسلمان بالعموم عادۃً اس فرض کو بالکل ہی بُھلا بیٹھے ہیں۔ انکو مطلقاً پرواہ نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُنکا یہ مال جس پر زکوٰۃ دینا اسوقت انکو دوبھر معلوم ہوتا ہے ان پر کیا مصیبت لائیگا۔ خود اس دنیا میں انکا یہ حال ہے کہ دنیا کی ساری قوموں کے پاس دولت اور مال ہے لیکن مسلمانوں کی دولتیں چھن چکی ہیں اور روز بروز چھنتی جا رہی ہیں۔ پس احمدی جماعت کے لئے بڑے خوف کا مقام ہے ہر احمدی مرد و عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے تمام مال پر غور سے نظر ڈالے اور احتیاط سے زکوٰۃ کا حساب کر کے ادا کر دے۔ اور صدقہ دینے میں بھی صحابہؓ کا نمونہ پیش نظر رکھے۔ تا جس طرح اللہ تعالےٰ نے صحابہ کی صدقہ دینے والی غریب جماعت کو نوازا۔ اسی طرح اس غریب احمدیہ جماعت کو بھی نوازے۔ اور ان کو اس زوال سے بچائے۔ جو دوسرے امیر مسلمانوں کی دولت و ثروت پر صدقہ زکوٰۃ نہ دینے سے آیا ہوا ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ کہ جو مال زکوٰۃ اور صدقہ میں دیا جائے وہ حلال کی کمائی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "بعض لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ مگر اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔ کہ یہ روپیہ حلال کی کمائی سے ہے۔ یا حرام کی کمائی سے ہے۔ دیکھو اگر ایک کتا ذبح کیا جائے۔ اور اسکے ذبح کرنے کیوقت اللہ اکبر بھی کہا جائے۔ ایسا ہی ایک سؤر لوازمات ذبح کے ساتھ مارا جائے۔ تو وہ کتا یا سؤر کیا حلال ہو جائیگا۔ وہ تو بہر حال حرام ہی ہے۔ زکوٰۃ تو تزکیہ سے نکلی ہے اس کے ذریعہ سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ کہ انسان حلال کی روزی اختیار کرتا ہے۔ اور اس کو دین کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ انسانوں میں اس قسم کی غلطیاں ہیں کہ اصل حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ ایسی باتوں سے دستبردار ہونا چاہیئے۔ ارکان اسلام نجات دینے کے واسطے ہیں۔ مگر ان غلطیوں سے لوگ کہیں سے کہیں چلے جاتے ہیں"۔

جس طرح زکوٰۃ حلال کی کمائی سے دینی لازم ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ امام وقت کے ذریعہ غرباء میں تقسیم ہونی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ "زکوٰۃ کا روپیہ بھی قادیان آنا چاہیئے"۔

نوٹ:۔ زکوٰۃ کے مسائل دیکھنے کے لئے رسالہ زکوٰۃ دفتر بیت المال قادیان سے مفت مل سکتا ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

بے شک قرآنی شریعت مکمل ہے

شریعت اسلام اور مباہلہ

پیغامی محقق کی ژولیدہ بیانی

"پیغام صلح" مجریہ ۱۱ر دسمبر ۲۹ء میں ایک طویل مضمون بعنوان "کیا قرآنی شریعت نامکمل ہے" شائع ہوا ہے۔ اگرچہ مضمون نگار صاحب نے "ایک محقق" کے پردہ میں رہنا چاہا۔ مگر شوخی تحریر خود اس امر پر دلالت کر رہی ہے۔ کہ پس پردہ کون ہے۔ ع

من انداز قدت را مے شناسم۔ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قسم کے مباہلہ کی دعوت مستری لوگ دے رہے ہیں۔ یہ عین مطابق شریعت بلکہ "یہ مباہلہ صریح قرآن کا حکم ہے" استدلال آیت والذین یرمون ازواجھم سے کیا گیا ہے۔ انداز تحریر معاندانہ ہے۔ ملخص استدلال صرف یہ ہے۔ کہ آیت مذکورہ میں حسب لعان کا ذکر ہے اور جس میں میاں بیوی کا بیان ہے۔ "اسے شوہر کے ساتھ مخصوص کرنا صریح ظلم ہے۔ شوہر کی تو ایک مثال ہے۔" اس جدت طرازی کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ ورنہ شریعت نامکمل ثابت ہوگی۔ کیونکہ جہلم سے چار مثالیں اس قسم کی موصول ہوئی ہیں۔ کہ جن میں فی الواقع زنا ہوا۔ مگر چار گواہ نہ ہونے کے باعث مزنیا اور اس کے اقارب کو علاوہ ذلت و خواری کے حد قذف کا بھی سزاوار سمجھا گیا۔ ان جذبات آفریں امثلہ نے پیغامی محقق کے ذہن میں ضرورت پیدا کی۔ جھٹ "مباہلہ" ایجاد ہوگیا کیونکہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے

چار گواہ ضروری ہیں

یہ تو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ "شریعت نے ضروری قرار دیا۔ کہ جو کوئی کسی مرد یا عورت پر زنا کا الزام لگائے۔ تو ضروری ہے کہ وہ چار گواہ لائے۔ اگر چار گواہ نہ لائے گا۔ تو پھر مقدمہ فوجداری اُلٹا اس پر بنے گا۔ اور اس ناحق کے الزام کے بدلہ میں اسے اسّی جلدہ لگائے جائیں گے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ ناحق کے اتہامات کا سدباب ہوگیا۔" صفحہ نمبر ۳

اس شرعی قانون کو ماننے کے بعد ایک سوال بایں الفاظ پیدا کیا ہے۔ کہ:-

"اگر ایک شخص اپنی بیوی یا بہن یا لڑکی کے ساتھ کسی کو زنا کرتے دیکھے۔ اور چار گواہ نہ لا سکے۔ تو وہ کیا کرے۔"

پھر اس کا خود ہی جواب دیا ہے۔ کہ وہ مستغاثہ علفی بعذاب گو کر پیش کرے۔ تب چار گواہ لانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کا چار دفعہ قسم کھانا ہی کافی ہے۔ اسی سے ملزم پر فرد جرم لگ جائیگی۔ گویا اب مندرجہ بالا عبارت کی تصحیح یوں ہوگئی۔ کہ "اگر چار گواہ نہ لائیگا۔ اور چار بار قسم نہ کھائے گا۔ تو پھر مقدمہ فوجداری اُلٹا اس پر بنے گا۔"

ادنےٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اگر شریعت کا یہی منشا ہے۔ تو پھر چار گواہوں کی قید عبث ہے۔ صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ کہ وہ چار بار قسم نہ کھائے۔ تو اسے سزا دی جائے۔ کیونکہ اگر اس انسان نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے تو اس کے لئے ثبوت کا یہ ذریعہ (چار بار قسم کھانا) آسان ہے۔ اور وہ اسی کو ترجیح دے گا۔ قرآن پاک کے الفاظ بھی اس منشا کے صریح مخالف ہیں۔ فرمایا۔ ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا۔ فاذ لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون ہ (نور ع ۱-۲)

اگر یہ چار گواہ نہ لائیں۔ تو فوراً (جیسا کہ لفظ فاء دلالت کرتا ہے) ان کو اسّی دُرّے لگاؤ۔ اور آئندہ ان کی گواہی مت قبول کرو۔ اگر یہ گواہ نہ لا سکیں۔ تو از روئے شریعت و قانون جھوٹے ہیں۔ اب اگر ابھی درمیانی مرحلہ (چار قسم) باقی تھا۔ تو ان کو سزا دینا جھوٹا سمجھنا۔ شہادت قبول نہ کرنا وغیرہ کا ذکر غلط اور نادرست ہو جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ) گواہوں کے متعلق تشدد بتاتا ہے۔ کہ اس کا alternation کوئی نہیں۔ ورنہ صرف گواہ نہ ہونے سے سزا مترتب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اسے قسم کھانے کا بھی موقعہ دینا چاہیئے۔ اندریں صورت محض اس لئے کہ اس کے پاس گواہ نہیں۔ وہ جھوٹا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں:-

"ایسے معاملہ کی تشہیر کرنا جس پر ایک شہادت بھی نہیں کاذب کے سوائے اور کس کا کام ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا حکم یہی ہے کہ ایسے آدمی کو کاذب سمجھا جائے۔ جو بغیر شہادت کے پاک دامن عورتوں پر تہمتیں لگاتا اور ان کی تشہیر کرتا ہے۔" (بیان القرآن صفحہ ۱۲۳۱)

پس لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ قرآن مجید نے ثبوت الزام دہندہ کے ذمہ رکھا ہے۔ اور اس کی صرف ایک صورت ہے۔ یعنی چار گواہوں کو لانا۔ آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا۔ ائت باربعۃ یشھدون علی صدق مقالتک۔ والا فحدٌ فی ظھرک۔ چار گواہ لاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں اسّی دُرّے ماریں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں۔

(۱) "خدا تعالےٰ نے بار ثبوت الزام لگانے والوں پر رکھا ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۱۹۵) (۲) "جس پر شرعی طور پر جرم کا ثبوت نہ ہو۔ وہ بری ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۱۹۵) شریعت نے ثبوت جرم کا کیا طریقہ مقرر کیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ "جو لوگ پاکدامن عورتوں (یا مردوں) پر زنا کی تہمت لگائیں۔ اور اس تہمت کے ثابت کرنے کے لئے چار گواہ نہ لا سکیں۔ تو ان کو اسّی دُرّے مارو۔ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اور یہ لوگ آپ ہی بدکار ہیں" (تریاق القلوب صفحہ ۱۹۶)

اس بیان سے ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید نے بغیر چار گواہوں کے اس قسم کے الزام کی تشہیر کرنے والے کو "کاذب" قرار دیا ہے۔ اور چار گواہوں کو اس لئے ضروری ٹھیرایا تاکہ اس بات کے سچ ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے" (بیان القرآن صفحہ ۱۲۳۳)

"پیغامی محقق" کو اب یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ "قاضی" جس نے چار گواہوں کی شرط کو ضروری قرار دیا۔ اور بغیر اس کے الزام دہندہ کو کاذب بتایا۔ وہ خود قرآن مجید۔ سید الکونینؐ۔ حضرت مسیح موعودؑ اور پھر آپ کے محقق اعظم مولوی محمد علی صاحب امیر قوم ہیں۔ یہ اگر "ظلم" ہے۔ "بے انصافی ہے"۔ تو ان سب پر الزام لگائیے۔

عقل کا فتوےٰ

ہم چار گواہوں کی شرط کی حکمت اور فلاسفی قبل ازیں لکھ چکے ہیں۔ عقل انسانی بھی یہی کہتی ہے۔ کہ الزام لگانے والے سے ہی ثبوت طلب کیا جائے۔ عدالت میں یہی قانون ہے۔ اور دنیا میں کونسا ایسا شریف انسان ہے۔ کہ اگر ایک بدمعاش اسے جاکر کہے۔ کہ میں نے تیری بیوی یا ماں سے زنا کیا ہے۔ تو وہ بجائے اس سے طلب ثبوت اور اظہار ناراضگی کے اپنی بیوی اور والدہ سے جاکر کہے۔ کہ اس نیک بخت سے کھڑی ہو کر مباہلہ کر۔

پیغامی آج تو ہمارے بغض کے باعث مباہلہ کو جائز بتائے ہیں۔ لیکن اس راستہ کو کھولنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دنیا میں کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ کیونکہ دنیا میں ایسے بے حیا ہزاروں نہیں لاکھوں مل سکتے ہیں۔ جو کسی بغض یا غصہ کی وجہ سے یا دوسرے کے کہلائے پر صرف ایک تشغل کے طور پر ہی اپنے ساتھ دوسرے مردوں یا عورتوں کے ملوث ہونیکا اقرار کرنے کے لئے تیار ہو جائینگے۔ اور اس وقت نہ امیر قوم کی عزت محفوظ ہوگی۔ نہ محقق صاحب کی۔ پس یہ طریق عقل کے بالکل برخلاف ہے۔ عقلی طور پر سب سے پہلا فرض ہمارا یہ ہوتا ہے۔ کہ دیکھیں الزام لگانے والا کیں اخلاق کا آدمی ہے۔ اگر وہ راست باز نہ ہو۔ یا اس کی دماغی کیفیت قابل تسلی نہ ہو۔ تو ہمیں اس کی گواہی یا الزام کو ہرگز وقعت نہیں دینی چاہیئے۔

پس انسانی عقل بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے

شریعت کے مکمل ہونے کا مطلب

شریعت بے شک مکمل ہے۔ کیونکہ اس نے ہمیں بتایا ہے کہ جہاں تک ظاہر کا معاملہ ہے۔ اس کا تم فیصلہ کر سکتے ہو۔ مگر اندرونی یا بے ثبوت واقعات پر محکمہ قضاء کو اختیار نہیں۔ لیکن وہ اس علیم و خبیر ذات کی نظر سے اوجھل نہیں۔ وہ خود جلد یا بدیر دنیا میں ہی یا آخرت میں مجرم کو سزا دیتا ہے۔ ہاں ایسے واقعات تمہارے سپرد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس سے تمہارا انتظام برباد ہو جائیگا۔ تم بشر ہو خدا نہیں ہو۔ شریعت کے مکمل ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ واقعات کی ہر جزئی کا بعینہٖ حکم اس میں موجود ہو۔ اور اس کا فیصلہ اہل شریعت کے سپرد کر دیا گیا ہو۔ اگر پیغامی محقق کے نزدیک صرف یہی صورت مکمل ہونے کی ہے۔ تو وہ مندرجہ ذیل مثالی صورتوں میں شریعت کا وہ کون فیصلہ دکھا سکتا ہے جس کا نافذ کرنا انسانی مقدرت میں ہو:

(۱) فی الواقعہ زید بے گناہ ہے۔ مگر چار بدمعاش بالاتفاق اس پر زنا کی شہادت دیتے ہیں۔ اور قاضی سزا کا حکم دے دیتا ہے۔ فرمایئے اب کیا ہوگا۔ کیا اس جگہ بھی مباہلہ ہوگا؟

(۲) بکر کو قتل کر دیا گیا۔ واقعہ ضرور ہوا۔ مگر قاتل پکڑا نہیں گیا اب کیا کیا جائے؟

(۳) خالد متقی انسان ہے۔ مگر یزید اور شمر نے اس کے گھر میں مال مسروقہ رکھ کر اسے گرفتار کرا دیا۔ جج نے خالد کو قید کر دیا۔ اب شریعت کیا کہتی ہے؟

(۴) نادرہ ایک باکرہ لڑکی ہے ایک بدمعاش اس سے زنا بالجبر کرتا ہے۔ اسے دیکھنے والا کوئی نہیں۔ لڑکی اسکو شناخت نہیں کر سکتی۔ اب شریعت اس بارہ میں کیا کہتی ہے؟

ایسے ہی بیسیوں واقعات ہیں۔ جہاں پر جا کر معاملہ بصورت سپرد خدا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس سے شریعت پر نامکمل ہونے کا الزام نہیں آ سکتا۔ کیونکہ یہ بات خود شریعت کا حصہ ہے۔

آیت والذین یرمون ازواجھم کا مطلب

ایک شخص کا ایک عام عورت پر الزام لگانا اور حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کا اپنی بیوی کو متہم کرنا اور رنگ رکھتا ہے۔ یہ ہر دو قسم کے الزام اپنے نتائج اور اثرات میں بھی مختلف ہیں۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے ان دونوں الزاموں کو الگ الگ نوعیت دی ہے۔ اول الذکر صورت میں الزام دہندہ کی حیثیت ایک ثالث کی ہے۔ مگر دوسری صورت میں وہ خود حصہ دار ہے۔ اور اگر وہ چار گواہ نہ بھی رکھتا ہو۔ تب بھی وہ بیوی سے یا بیوی خاوند سے تعلقات زوجیت قائم نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو حالت زنا میں دیکھا ہے۔ اس لئے شریعت نے انکے لئے لعان کی صورت مقرر کی۔ اور اس کا نتیجہ تفریق بین الزوجین بتایا۔ آج تک تیرہ سو برس میں اہل اسلام نے یہی سمجھا۔ اور اسی کے مطابق عمل کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے فیصلے بھی اسی کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ مگر اب پیغامی محقق اس آیت کو ایک خود ساختہ و خود تراشیدہ اعتقاد دجواز مباہلہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں اگر اسے تسلیم نہ کیا جائے۔ تو شریعت نامکمل ٹھیرتی ہے۔ اور اس میں اس سوال کا کوئی جواب نہیں۔ کہ "اگر ایک شخص اپنی بیوی یا بہن یا لڑکی کے ساتھ کسی کو زنا کرتے دیکھے۔ اور چار گواہ نہ لا سکے تو وہ کیا کرے" محقق صاحب نے اس کا جواب یرمون ازواجھم سے دیا ہے۔ گویا بہن اور لڑکی کو بھی "زوجہ" قرار دیکر ان سے نہیں بلکہ انسے زنا کرنے والے کے ساتھ لعان کا جواز ثابت کرنا چاہا ہے۔ بالفاظ دیگر پیغامی شریعت میں لڑکی اور بہن کو زوجہ بنانا جائز ہے۔ تف ہے ایسے استدلال پر اور لعنت ہے ایسی ایجاد پر۔ اہل پیغام! الیس منکم رجل رشید؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر

جملہ مفسر اس پر متفق ہیں۔ کہ یہ آیت صرف خاوند اور بیوی کے باہمی بہتان کا لاچاری فیصلہ ہے۔ اس پر کسی دوسرے بہتان تراش کو قیاس کرنا جائز نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی لکھا ہے

"ابھی ایک قسم کی تہمتیں باقی ہیں۔ بعض لوگ غصہ میں بے خود ہو کر اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگا دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ثبوت اس کا کچھ نہیں ہوتا تو بس ان کا حکم یہ ہے۔ کہ جو لوگ الخ"

اور اس لعان کے نتیجہ میں لکھا ہے۔ کہ "پھر قاضی ان میں ہمیشہ کے لئے تفریق کر دے۔ اور دونوں کو حکم دے کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں" (تفسیر ثنائی صفحہ ۱۷۹۔ جلد ۵)

پیغامی محقق کا حملہ سب مفسرین پر

اس سے پیشتر دیانتدنے "محقق" کی حیثیت میں ظاہر ہو کر آیات قرآنی کو بگاڑنے کی کوشش کی تھی۔ یا اب پھر پیغامی "محقق" نے اس طریق کا اعادہ کیا ہے۔ خود ہی ایک عقیدہ تراشا اور پھر آیات قرآنیہ کو موڑ توڑ کر اس کے مطابق کرنا چاہا۔ اور اسی ضمن میں سب مفسرین کو جو آیت لعان کو صرف میاں بیوی کے لئے لکھتے آئے ہیں کوستے ہوئے محقق صاحب لکھتے ہیں۔

"بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ بالمقابل قسم کھانے کا مذکورہ بالا طریق صرف شوہر اور زوجہ کے متعلق ہے۔ کسی اور رشتہ دار کے متعلق نہیں۔ مگر ان کا ایسا کہنا سخت غلطی ہے۔ اُسے شوہر کے ساتھ مخصوص کرنا صریح ظلم ہے۔ شوہر کی تو ایک مثال ہے"۔ (پیغام ۱۱ دسمبر ۱۹۲۹ء)

اب اُس "سخت غلطی" اور "صریح ظلم" کے مرتکب کون ہوتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ایک بھی مفسر نہیں جس نے اس آیت کو شوہر اور زوجہ کے متعلق مخصوص قرار دیا ہو۔ اگر کوئی مفسر قرآن اس سے مستثنیٰ ہے۔ تو پیغامی اصحاب پیش کریں۔ مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ پس در اصل یہ حملہ "بعض لوگ" کے پردہ میں سب مفسرین پر ہے۔ سچ ہے۔ تحقیق ہو تو ایسی ہو۔

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر قوم کا "صریح ظلم"

اور تو اور مولوی محمد علی صاحب امیر اہل پیغام نے بھی "بیان القرآن" نامی تفسیر میں صاف لفظوں میں محقق کی مکمل تردید کر دی ہے۔ مولوی صاحب نے اس بیان میں پیغامی محقق کے بنیادی سوال کا بھی جواب دے دیا ہے۔ اور آیات کا بھی صحیح مفہوم تحریر کر دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اگر ایک شخص ہی دیکھے۔ اور اسے گواہ نہ ملیں۔ تو وہ کیا کرے۔ حکم قرآنی یہ ہے۔ کہ ایسی صورت میں اسے تشہیر کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنی عورت سے ایسے فعل کا ارتکاب دیکھے۔ جس کا علاج آیت ۶ (والذین یرمون ازواجھم الخ) میں بتایا ہے۔ کیونکہ اگر اس طرح پر اسے تشہیر کا حق دے دیا جائے۔ تو پھر ہر شخص جو چاہے کہتا پھرے۔ اور اس کے مضرات بہت زیادہ ہیں۔ اور ایسے تہمت لگانے والوں کی سزا علاوہ کوڑوں کے یہ بھی ہے کہ ان کی شہادت کسی معاملہ میں قبول نہ کی جائے .... ان چار آیتوں میں جو صورت بیان کی گئی ہے۔ وہ لعان کی صورت ہے۔ اور پانچ مرتبہ قسم اٹھانا اس لئے ہے۔ کہ تا دل پر واقعہ کے جھوٹ ہونے کی صورت میں خوف طاری ہو۔ لعان کے ساتھ شوہر اور عورت میں مفارقت لازم ہے۔ اور ان کا نکاح دوبارہ نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلا لعان ہلال بن امیہ کا اس کی بیوی سے ہوا۔ اور [illegible] لکھا ہے۔ کہ یہ آیات اسی کے معاملہ میں نازل ہوئیں"

(بیان القرآن صفحہ ۱۳۲۹)

امید ہے۔ کہ مولوی صاحب کے جواب سے "محقق پیغام صلح" کی تسلی ہو جائے گی۔ مولوی صاحب کا جواب محتاج تشریح نہیں۔ آپ نے اصل سوال کا جواب اور وہ بھی قرآنی حکم کی صورت میں نہایت واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اور پھر آیت والذین یرمون ازواجھم کے معنے اس کا دائرہ اثر بلکہ شان نزول اور حضور علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ بھی ذکر کر دیا ہے۔ اگر یہ "سخت غلطی" ہے۔ تو پہلے بیان القرآن کی اصلاح کیجئے۔ اگر یہ "صریح ظلم ہے"۔ تو پہلے مولوی محمد علی صاحب کو اس سے باز رکھیئے۔ بہر حال "پیغام صلح" کی پہلی اور زبردست زد اس کے بنائے ہوئے امیر قوم یا مفسر قرآن پر پڑتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتوےٰ

پیغامی محقق نے نہ صرف اس آیت اور فانکحوا ما طاب لکم میں تحریف سے کام لیا۔ بلکہ اپنے غلط استدلال و متعصبانہ تاویل کو بایں الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآن کی ان آیات سے یہی استنباط کیا۔ اور ان کے مشہور و معروف فتویٰ (الحکم ۳۰ مارچ) کی بنا یہی آیات معلوم ہوتی ہیں۔" (ص۲)

ہم پیغام صلح اور اس کے محقق کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح کی کسی تحریر سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ حضور نے اپنے اس فتویٰ کا ماخذ ان آیات کو قرار دیا ہو۔ لیکن ہم ابھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ وہ ایسا ہرگز نہ کر سکیں گے۔ اس باب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مذہب تھا۔ وہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اس رکیک استدلال کو حضور کی طرف منسوب کرنا پرلے درجہ کی مغالطہ دہی ہے۔ حضور کے اس فتوے کا مفاد جیسا کہ ہم پہلے نمبر میں مفصل لکھ چکے ہیں اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔ کہ آپؑ نے مظلوم کے اس فعل کو (نہ کہ ظالم کے چیلنج مناظرہ کو) جب کہ وہ اپنی بریت کے نمایاں کرنے کے لئے مباہلہ کرے جائز قرار دیا ہے۔ ورنہ بصورت دیگر قانون شریعت کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ خود حضور نے اس الزام کے ثبوت کے لئے صرف ایک ہی طریق یعنی چار گواہ پیش کرنا تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔

لیکن اگر بالفرض حضرت اقدس کے اس فتویٰ کا ماخذ یہ آیات ہیں۔ تو پھر پیغامیوں کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ فتوےٰ اپنے اندر عمومیت کا پہلو نہیں رکھتا۔ بلکہ اس سے بھی صرف شوہر اور زوجہ کی باہمی اتہام بازی کا فیصلہ مراد ہے۔ کیونکہ آیت مخصوص ہے۔ صرف مثال نہیں۔ جیسا کہ مفسرین کا اس پر اجماع ہے۔ اور اس میں بقول مولوی محمد علی صاحب صرف میاں بیوی کے الزام کا ذکر ہے۔ گویا اندریں صورت فتوےٰ میں "مستورہ" سے مراد صرف اس کی "زوجہ" ہوگی۔ ولیس۔ بہرحال حضرت اقدسؑ کا وہ فتوےٰ ہرگز اور قطعاً اس مباہلہ کو جائز نہیں قرار دیتا۔ جسے پیغامی محقق اپنی شریعت نوازی کے ماتحت ضروری بتاتا ہے۔ ورنہ جب مرزا خدا بخش صاحب نے صرف حلف کا مطالبہ کیا تھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے وہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھیجدیا تھا۔ تو آپ نے اسے کیوں مسترد فرمایا۔ بلکہ اسی موقعہ پر الہام "ویل لھا ولبعلھا" نازل ہوا تھا۔ وفیہ عبرۃ لاولی الالباب۔ ہم بالآخر اہل پیغام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ برائے خدا ہماری دشمنی کے باعث آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں تحریف نہ کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ (خاکسار اللہ دتا جالندھری)

جواب مباہلہ نمبر دوم

یہ ٹریکٹ اخبار مباہلہ کا مہذبانہ جواب ہے۔ اس میں ستریوں کے ہر عذر کا مدلل اور دندان شکن جواب لکھا گیا ہے۔ جہاں جہاں اخبار مباہلہ جاتا ہے وہاں احباب کو چاہیئے کہ بکثرت اسکی اشاعت کریں۔ اس پرچہ کی ضخامت ۲۰ صفحے بتقطیع الفضل ہے۔ قیمت ۱/ فی پرچہ اور بچاس خریدار کیلئے ۲/ ہے۔ نمبر اول کے بھی چند نسخے باقی ہیں۔ ملنے کا پتہ ہے۔ فضل حسین سکرٹری اشاعت انجمن انصار اللہ قادیان

خلع اور عورت

پچھلے دنوں کئی لیڈروں اور مدبروں کے قلم سے "خلع" کے خلاف بڑے زوردار مضامین نکلے۔ جن میں خلع کی شد و مد سے مخالفت کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ خلع کی اجازت ہونے سے انجام وہی ہوگا۔ جو آج یورپ میں نفاذ طلاق کا نظر آرہا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا۔ کہ خلع کی اجازت تو الگ رہی سرے سے عورت کو خلع کا علم ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھائے گی۔ اور ذرا ذرا سی بات پر جھٹ باب خلع پر پہنچ جائے گی۔

بھلا کوئی پوچھے کسی قانون یا حکم کا نفاذ کسی فریق کے ناجائز استعمال یا بے جا استفادہ کیلئے ہوا کرتا ہے۔ اور کیا دنیا میں سب کے سب لوگ قوانین کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ کیا مردوں کے لئے اسلام نے طلاق بوقت ضرورت نافذ کر کے ان کے لئے بیجا استفادہ کا دروازہ کھولا ہے۔

شاید کیا یقیناً اس زمانہ میں طلاق کا ناجائز استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لئے خلع کے نفاذ سے مردوں کو اپنا عکس آئینہ میں نظر آنے لگا۔ مگر یقین جانیئے عورت! جو شرم و حیا کی پتلی۔ صبر و رضا کی عادی۔ اور بہت حد تک تحمل کی خوگر ہے۔ اس کی شان اس جلد بازی سے بالکل بعید ہے۔ شاید اس کی یہی خصوصیات مردوں کا حوصلہ بلند کئے ہوئے ہیں۔

مرد اپنے افعال کے کلی مختار۔ انکے مظالم بے پناہ۔ ان کی لغزشیں آزاد۔ اور ان کا مزاج بے پرواہ۔ اس پر بھی ان کے لئے تمام راہیں اور وسائل بالکل کشادہ۔ مگر عورت آہ! اسکی فطرت اس کی طبیعت۔ اس کی تربیت۔ پھر اس کا علم اور اس کا ماحول سب کچھ ہی احاطۂ بیکسی میں۔ لیکن اگر بعض دردمندوں کی رائے میں یہ ایک دروازہ (خلع) اس کے لئے کھلا رکھنا ضروری ہو۔ تو اکثروں کے نزدیک یہ اندیشہ ناک بات ہو جاتی ہے۔ اور اس حکم الٰہی کے نفاذ پر ان کی نگاہِ دوربین کچھ اور ہی دیکھنے لگ جاتی ہے۔

ایسی صدہا مثالوں کے ہوتے ہوئے کہ اکثر زیادتی کے مرتکب مرد ہی ہوتے ہیں۔ پھر بھی یہ حالت ہے۔ کہ جہاں کسی مرد نے اپنی عورت کی معمولی سی شکایت طشت از بام کی اس کے لئے ہزاروں راہیں کھل جاتی ہیں۔ کہیں واضربوا کا نسخہ استعمال ہوتا ہے تو کہیں "فاھجروھن" کا۔ کوئی "مثنٰی وثلاث" کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو کوئی کچھ اور سبیل نکالتے ہوئے غریب بیکس کی زندگی اجیرن کر دیتا ہے۔ اس طرح اس بیکس کو اور بھی خوفزدہ کر کے پیوند خاک کر دیا جاتا ہے۔

قادر و مختار۔ اور آہنی پنجہ کا مالک (مرد) اگر اس کمزور (عورت) کو نشانۂ ظلم بناے۔ طاقتور کی تعدیاں حد سے تجاوز کر جائیں اور کمزور کا پیمانہ صبر لبریز ہو جائے۔ تو اس حالت میں اس کے مترسے ایک دلدوز آہ نکلکر اگرچہ زمین و آسمان کو ہلا دیتی ہے۔ مگر کیا مجال کہ علمبرداران انصاف کے کان اس کی آہ سے مانوس کیا آشنا بھی ہوں۔

مظلوم یہ سمجھکر کہ آخر میں محض مصائب جھیلنے کیلئے ہی تو پیدا نہیں ہوئی۔ آرام و چین کی میں بھی حقدار ہوں۔ اگر مجھ سے حسن معاشرت کا پہلو دور رکھا جاتا ہے۔ تو مظالم کا کیوں نزدیک رہے۔ پھر صدائے احتجاج میں شریعت کو مانع نہیں پاتی۔ تو کیوں لب فریاد وا نہ کروں۔ مگر دائے بر حال ما کہ کوئی التفات پر آمادہ نہیں ہوتا۔

یہ میں نے روزمرہ کی حالتوں کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ مگر نہایت ادب سے گزارش ہے۔ کہ یہ رستہ نہایت تباہ کن ہے۔ بزرگان قوم میں سے اگر کوئی دردمندان جفاؤں کے استیصال کا بیڑا اٹھائے۔ تو تقاضائے انصاف یہ ہے۔ کہ اس کی مدد کی جائے۔ لیکن اگر مدد ممکن نہیں۔ تو مخالفت کیا ضرور ہے۔ غور فرمائیں جب مردوں کے لئے کئی در کھلے ہیں۔ تو پھر کیا خوف عورت کے لئے ایک دروازہ کھلنے سے۔ بیقین مانیں اس یکطرفہ ڈگری سے نہ صرف انصاف کا ہی خون ہوتا ہے۔ بلکہ قومی مفاد کو بھی سخت ضرب لگ رہی ہے۔ کئی قیمتی گوہر اور بے بہا موتی اور زریں زندگیاں اسی یکطرفہ ڈگری کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں۔ چڑھ رہی ہیں۔ اور اگر اب بھی کوئی انتظام تسلی بخش نہ ہوا۔ تو چڑھتی رہیں گی۔ اسطرح جہاں وہ خود فنا ہو رہی ہیں قوم کو بھی عافیت سے دور کر رہی ہیں۔

حقیقت میں خلع ایسا خوفناک نہیں جیسا کہ سمجھا جا رہا ہے۔ لیکن اگر ہو بھی۔ تو میں کہتی ہوں۔ مرد اس کی نوبت ہی کیوں آنے دیں۔ کیوں ایسا سلوک نہ کریں۔ کہ میاں بیوی کا ہر لمحہ خوشگوار گزرے۔ قضیئے پیدا ہی نہ ہوں۔ اور باب خلع تک پہنچنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے ایسی معاشرت مردوں کے اختیار میں ہے۔ بشرطیکہ وہ ارادہ کریں۔

مردوں کی طرف سے خلع کی مخالفت میں ایک دلیل یہ بھی پیش کی گئی ہے

کہ اس کے بعد خلع کے نفاذ سے مردوں کی فضیلت میں رخنہ آجائیگا۔ اور وہ عورت کی نگاہ میں سُبک ہو جائیں گے "لاحول ولا قوۃ" بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہے۔ کیا زمانہ ماضی میں اسی طرح ہوتا آیا ہے۔ صاحبان! خلع کے نفاذ کا ہرگز ہرگز یہ منشاء نہیں۔ بلکہ مقصد صرف اتنا ہے۔ کہ چونکہ عورت بھی آپ ہی کی طرح ذی حس اور آپکی حیات گراں کا جزو لاینفک ہے۔ اس لئے مستحق ہے۔ کہ اس کی زندگی وقف جفا نہ رکھی جائے۔ اس کے خرمن حیات کو باد تند کے جھونکوں سے بچایا جائے۔ تہ و بالا ہونے سے محفوظ کیا جائے۔ اور اسکا طریق یہی ہو سکتا ہے۔ کہ خلع کا دروازہ ہر مصیبت زدہ کیلئے کھلا رکھا جائے۔

یہ تو ہم مانتے ہیں۔ کہ مرد ہی ایسے ہر ایک قسم کی تعزیر سے پورے لیس ہیں اور ہماری زندگیوں کو تیغ سے سرخ بنانے کی کامل قدرت رکھتے ہیں۔ مگر اتنا تو انصاف فرمانا چاہئے۔ کہ حسن معاشرت کا لحاظ رکھتے ہوئے اگر عورت کی زندگی کو تلخی سے بچا لیا جائے۔ تو اس میں کونسی قباحت ہے۔ اور مردوں کی فضیلت کو کونسا خطرہ پیش آتا ہے۔ یں تو کہونگی اس طرح ان کی فضیلت کو چار چاند لگ جائینگے۔ زور آزمائی کیلئے کمزور کو منتخب کرنا کوئی بہادری نہیں۔ بلکہ کم ہمتی پر دال ہے۔ اور اسی کی روک تھام کیلئے ایسا قانون اشد ضروری ہے۔

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ جن کے لئے کوئی باب فریاد نہیں ہوتا یا جنکا علم ایسا ہو کہ اسے حق و ناحق کی تمیز نہ ہو۔ یا باب انصاف کے رستہ کا پتہ نہ ہو۔ وہی زیادہ تکلیف اٹھاتا ہے۔ مثال کے طور پر ریلوے ہی میں دیکھئے۔ جسے اس محکمہ کے قواعد معلوم نہ ہوں۔ اسے کس قدر پریشان کیا جاتا ہے۔ لیکن قواعد دان کے سامنے ملازمین سر تسلیم جھکا دیتے ہیں۔

پس جسطرح ریلوے قواعد سے آگاہی بیجا پریشانی سے بچاتی ہے اسی طرح عورت کی شکایات پر توجہ دیئے جانے۔ اور باب خلع وا رکھنے سے امن قائم ہوگا۔ اور ان آئے دن کے ناگوار حالات کا قلع قمع ہو جائیگا جو بیکس عورتوں کو پیش آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ جب عورتوں کی شکایات بھی مردوں کیطرح ہی اہمیت پائینگی۔ باب خلع پوری طرح "وا" ہوگا۔ تو اس واقفیت اور انتظام کو دیکھتے ہوئے مرد خود بخود بے عنوانیوں سے دست بردار ہو جائینگے۔ اپنے منصب اور فرائض کو پہچان لینگے۔ اور ایسے مواقع آنے ہی نہ دینگے۔ جو خلع کے دروازہ تک لیجائیں۔

جو بادشاہ اپنی رعیت پر جابر و قہار ہو۔ حقوق کی نگہداشت کی بجائے غضب کا عادی ہو۔ وہ کبھی نیک نام نہیں ہوا۔ برخلاف اس کے وہ بادشاہ جو رعیت کو خوشحال اور فارغ البال بناتا ہے۔ اس کی فلاح بہبودی اور ترقی کا خواہاں ہوتا ہے۔ اسکے لئے آسائش کے سامان تلاش کرتا ہے۔ اس کے حقوق کی نگہداشت اور عدل کو شعار بناتا ہے۔ وہ قابل ستائش ہوتا ہے۔ "نوشیروانی عہد" اور "سکہ شاہی" میں

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے خط میں سے کچھ

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی رجیسا کہ احباب کو معلوم ہے) عراق، شام اور فلسطین کے راستہ سے سفر جا رہے ہیں۔ بغداد میں انہوں نے عراق کے بادشاہ اور حجاز کے سابق بادشاہ شریف علی وزرائے حکومت اور ہائی کمشنر سے ملاقات کی۔ اور وہاں کے مختلف اداروں کو دیکھا۔ سفیر ایران سے بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ ۷ جنوری کو وہاں سے موصل کے راستہ نصیبین کو روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ راستہ وہی راستہ ہے۔ جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر گئے تھے۔ اور یہی وہ راستہ ہے۔ جس سے حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان آئے۔ اسی راستے سے شیخ محمود احمد صاحب اس لئے گئے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سفر کے متعلق تحقیقات کریں۔ بارہ جنوری کو وہ موصل پہونچ گئے ہیں۔ اور وہاں سے انہوں نے جو خط مجھے لکھا ہے۔ اس کے بعض اقتباس ناظرین الفضل کی دلچسپی کا موجب ہونگے۔

پہلا ہندوستانی مسافر

موصل پہونچ کر ہم نے پولیس کے دفتر میں جا کر پاسپورٹ درج کرائے۔ تو پولیس افسر بہت محبت سے پیش آیا۔ اس نے کہا آپ پہلے ہندوستانی ہیں۔ جو ہمارے دفتر میں اس راستہ سے سفر کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور اخبار نویس ہیں۔ قدرتی طور پر اس اولیت پر ناز کیا جا سکتا ہے۔ کہ سب سے پہلا مسافر اس راستہ سے احمدی مسافر ہے۔ اور اس کے اس سفر کی غرض و غایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک منشا کی تعمیل ہے۔ حضور نے نصیبین ایک مشن بھیجنا تجویز فرمایا تھا۔ تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سفر ہندوستان کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ اور یہ سعادت محمود عرفانی کے حصہ میں آئی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے کامیاب کرے۔

حضرت یونسؑ کے شہر میں

محمود عرفانی لکھتے ہیں۔ ہم حضرت یونسؑ کے شہر نینوہ کے کھنڈرات دیکھنے گئے۔ ان کے قریب اب بھی ایک گاؤں نینوی نام آباد ہے کھنڈرات میں پھرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کے رحم وفضل کی ایک تاریخی داستان سامنے آگئی۔ حضرت یونسؑ کا اپنی قوم کو تبلیغ کرنا۔ خدا تعالےٰ کے قہری نشانوں سے ان پر اتمام حجت کرنا اور خدا کے غضب سے ڈر کر بھاگ جانا۔ اور اہل شہر کا اس عذاب کو محسوس کر کے اس کے آثار مشاہدہ کر کے خدا کے حضور نالہ و زاری کرنا خدا تعالےٰ کا ان کی توبہ کو قبول کرنا۔ یہ تمام واقعات میرے سامنے آئے۔ اور میں نے خدا کی حمد اور استغفار کیا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ نینوہ کے کھنڈرات اپنے اندر عبرت کی ایک داستان چھپائے ہوئے ہیں۔ مگر میں خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے حضور توبہ اور انابت کے خوشگوار اور امید افزا نتائج کو پڑھتا تھا۔ اور استغفار کی کثرت سے لذت اندوز تھا۔

موسمی حالت

یہاں سردی بہت تیز ہے۔ پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے ہیں برفانی پہاڑوں کا منظر بہت عجیب ہے۔ بارش نے راستے خراب کر دیئے ہیں مگر مجھے ایک پاک خواہش کی تعمیل کا جوش مسرور کر کے لئے جا رہا ہے۔ یقیناً جانیئے مقدس خواہش راستہ کی تکالیف کو قریب آنے نہیں دیتی۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ اس تکلیف میں ایک راحت اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور اس کے برکات میں دیکھ رہا ہوں۔ راستہ پہاڑی ٹیڑھا اور خطرناک ہے۔ دو دفعہ خدا نے ایسے حادثات سے بچایا کہ قریب تھا۔ ذرا سی بے احتیاطی دوسری دنیا میں پہونچا دیتی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک خواہش کی تعمیل کے صلہ میں خدا تعالیٰ نے جان بخشی فرمائی۔

قصبہ کے ایک قہوہ خانہ میں

قصبہ کویرنک پہونچتے رات ہو گئی۔ اس لئے یہاں ٹھہر جانا مناسب سمجھا۔ یہاں ہوٹل یا دوسرا سامان کہاں۔ ہم ایک قہوہ خانہ میں گئے۔ اس کا مالک نجم الدین نامی ایک کرد تھا۔ قہوہ خانہ کا صحیح نقشہ یہ ہے کہ وہ ہمارے ملک کی ایک گڑھیال تھا۔ اور بس۔ اس کے بنچوں پر ہم سوئے مگر رات کے گیارہ بجے تک اسکے گاہکوں کی وجہ سے بیٹھنا پڑا۔ جو تاش کھیل رہے تھے۔ یا گپیں مارتے تھے۔ گراموفون سن رہے تھے۔ قہوچی اپنے گاہکوں کی خاطر اوباشانہ ناچ ناچتا تھا۔ اس تکلیف دہ منظر میں بیٹھنے کے سوا چارہ نہ تھا۔

سفر نصیبین کے متعلق کچھ

نصیبین تک پہونچنا بہت مشکلات پیدا کرتا رہا۔ مگر مقدس اور پاکیزہ خواہش یہاں تک لے آئی۔ نصیبین ترکی حدود میں ہے اور وہاں کا ویزہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ میں تاش لی نامی ایک گاؤں نصیبین کے پاس ہے۔ وہاں جاتا ہوں۔ تاکہ ترکی ویزہ لیکر نصیبین تک جانے کا انتظام کروں۔ نصیبین پہونچکر حضرت مسیح علیہ السلام کے آثار کے متعلق جس قدر کوشش ممکن ہے۔ کرونگا۔ یہ میری ابتدائی کوشش ہوگی۔ اس کے بعد جیسا کہ آپ کی ہدایت اور سکیم ہے محکمہ آثار قدیمہ کو اس طرف متوجہ کرونگا۔ اور انشاء اللہ امید ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک منشا کی تکمیل کے سامان پیدا ہو جائینگے احباب کو میرا السلام علیکم پہونچا دیں۔ اور میری طرف سے درخواست

31.1.30 ۱۳ 87

اہم ملکی واقعات

صدر اسمبلی اور حکومت ہند میں جھڑپ

۲۰ جنوری۔ آج دہلی میں لیجسلیٹو اسمبلی کا جو اجلاس منعقد ہوا اس کی باقاعدہ کارروائی شروع کرنے سے قبل صدر اسمبلی آنریبل مسٹر پٹیل نے ایک بیان پڑھا جس کا ملخص یہ تھا۔ کہ اسمبلی میں وزیٹروں کے داخلہ اور پولیس کو تعینات کرنے کے معاملہ میں میرے اور حکومت ہند کے مابین اختلاف نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ چونکہ وہ صدر۔ و دیگر ممبران اسمبلی کی سلامتی کی ذمہ دار ہے۔ اسلئے اسے اسمبلی کے کسی بھی حصہ میں اپنی منشاء کے مطابق پولیس تعینات کرنیکا حق ہے۔ لیکن میرا خیال ہے اسمبلی کے اندر میرا حکم انتظامی ہے اور میری اجازت کے بغیر اسمبلی کی حدود کے اندر کسی حفاظتی تدبیر پر عمل نہیں ہوسکتا۔ کل رات چیف کمشنر دہلی کی طرف سے مجھے ایک اطلاع موصول ہوئی۔ جس میں وہ احکام درج تھے جو انہوں نے پولیس کے لئے جاری کئے تھے۔ نیز ہوم ممبر کی طرف سے ایک مراسلہ موصول ہوا۔ جس میں درج تھا۔ کہ گورنر جنرل کے مشورہ سے چیف کمشنر نے اسمبلی بلڈنگ میں داخلہ پر بعض پابندیاں اور پبلک گیلری میں باوردی پولیس تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر آپ کو اس معاملہ میں حکومت سے اتفاق نہ ہو۔ تو بھی چونکہ حکومت قانونی طور پر صدر و ممبران اسمبلی اور اسمبلی میں موجود پبلک کی حفاظت کی ذمہ وار ہے۔ اسلئے وہ اپنی ذمہ واری پر احتیاطی تدابیر عمل میں لائے گی۔

اسمبلی میں حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے جو "واچ اینڈ وارڈ کمیٹی" مقرر کی گئی تھی۔ اس کی سفارشات پر میں بعض احکامات صادر کر چکا ہوں۔ لیکن میرے ان احکامات کو نظر انداز کر کے حکومت نے جن تجاویز پر آج عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ وہ میرے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ میرا حکم تو یہ تھا۔ کہ گیلریوں میں اسمبلی کے سٹاف کا پہرہ رہے گا۔ اور وہاں صرف ایک سپاہی کو سفید کپڑوں میں موجود رہنے کی اجازت ہوگی۔ جیسا کہ دارالعوام کا قاعدہ ہے۔ لیکن آج وہاں پر چار سپاہی باوردی کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ جو میرے اختیارات میں صریح مداخلت ہے۔ لہٰذا میں حکم دیتا ہوں۔ کہ سوائے پریس گیلری کے تمام گیلریاں بند کر دی جائیں۔ اور مزید احکامات صادر ہونے تک کوئی پاس نہ جاری کیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کے بعد ۵ منٹ کے اندر تمام گیلریاں خالی کر دی گئیں۔ اور پولیس و تمام تماشائی باہر نکال دیئے گئے۔ اس کے بعد ہوم ممبر نے اس کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہا۔ لیکن صدر نے کہا۔ میں اپنے احکام صادر کر چکا ہوں۔ اس لئے اس معاملہ کے متعلق اب کسی بیان کی ضرورت نہیں۔

اس معاملہ کے متعلق حکومت نے جو بیان شائع کیا۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اراکین اسمبلی اور تماشائیوں کی حفاظت کی ذمہ واری بروئے قانون (پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ء) حکومت ہند پر عائد ہوتی ہے۔ اور حادثہ بم نے اس ذمہ داری کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ صدر نے اسمبلی کی حدود میں حفاظتی تدابیر کے متعلق جس اقتدار کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ اسمبلی کی طرف سے انہیں عطا نہیں کیا گیا۔ اسلئے انہوں نے اپنے اختیارات سے بڑھ کر کام کیا ہے۔

گاندھی جی کے متعلق ایک خوفناک انکشاف

مسلم پریس یہ خبر پورے وثوق کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔ کہ لاہور کانگریس کے انعقاد کے ایام میں جب گاندھی جی سردار کھڑک سنگھ سے اس لئے ملے۔ کہ ان کے ذریعہ سکھوں کو کانگریس میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ تو سردار صاحب نے اپنے حقوق کے متعلق سوال اٹھایا۔ جس کے جواب میں گاندھی جی نے کہا۔ پہلے تو انگریز کو یہاں سے نکالنا چاہیئے۔ اس کے بعد حقوق کا سوال پیدا ہوگا۔ سکھ تلوار کے دھنی مانے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بھی اپنی شمشیر زنی کا غرہ ہے۔ ہندو الگ ہو جائیں گے۔ اور ان دونوں جنگجو اقوام کو چھوڑ دیں گے۔ کہ باہمی حقوق کا فیصلہ کر لیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ تو اس وقت ڈاکٹر انصاری بھی وہاں موجود تھے۔

حالات حاضرہ پر وائسرائے کی تازہ تقریر

دہلی ۲۵ جنوری۔ ٹھیک ۱۱ بجے وائسرائے نے تقریر شروع کی۔ وزیٹروں کی گیلریاں خالی پڑی تھیں۔ البتہ تمام پارٹیوں کے لیڈر موجود تھے۔ ملک کے اندرونی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے وائسرائے نے فرمایا۔ گذشتہ سال میں ہمارے دو پڑوسی ممالک میں نہایت اہم واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ نیپال ایک دانشمند اور ترقی پسند مدبر سے محروم ہو گیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ خوشی بھی ہے۔ کہ نیپال کی عنان حکومت سر بہم شمشیر جنگ جیسے دانشمند اور آزمودہ مدبر کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ ہندوستان کے لئے یہ بھی بہت اطمینان کی بات ہے۔ کہ افغانستان کی مشکلات حل ہو گئیں۔ مجھے قوی امید ہے۔ کہ ہز میجسٹی شاہ نادر شاہ کی دانشمندانہ رہنمائی میں افغانستان عین سرعت کے ساتھ فارغ البال ہوگا۔

سیاسی حالت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ میں مندرجہ ذیل اہم امور کی طرف ملک کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ سائمن رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے بعد حکومت پارلیمنٹ کے روبرو جس پالیسی کی سفارش کریگی۔ اس کے متعلق پہلے سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ دوم یہ کہ حکومت نے سر جان سائمن کے اس خیال پر زور دیا ہے۔ کہ واقعات کا تقاضا ہے۔ کہ ہم دیسی ریاستوں اور تاج برطانیہ کے معاہدوں وغیرہ کا خیال کرتے ہوئے ریاستوں کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے تعمیری کوشش کریں۔

وہ لوگ جو برطانوی کامن ویلتھ کے دوسرے اجزا کی طرح مساوی حقوق چاہتے ہیں۔ جان لیں۔ کہ برطانیہ بھی اپنی طرف سے یہ چاہتا ہے۔ کہ اس پوزیشن کے حل کرنے میں ہندوستان کو امداد دے۔ خارجی معاملات میں اب بھی ہندوستان میں سیلف گورنمنٹ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ مگر ہندوستان کی رائے عامہ ان صفات کی پوری قدر نہیں کرتی۔ اب مجوزہ کانفرنس کا یہ مقصد ہے۔ کہ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کو ہندوستانی لیڈروں کے آزادانہ مشورہ سے یہ جاننے کا موقعہ ملے۔ کہ سب سے اچھا زود اور قابل عمل کونسا طریقہ ہے۔

یہ درست ہے۔ کہ ملک معظم کی حکومت جو کانفرنس منعقد کرنیوالی ہے۔ وہ ان لوگوں کی خواہش کے مطابق نہیں ہے۔ جو چاہتے ہیں کہ کانفرنس میں ہندوستان کے آئین کے متعلق فیصلہ کثرت رائے سے کیا جائے۔ اور پھر پارلیمنٹ اس فیصلہ میں کوئی تبدیلی کئے بغیر بلا کم و کاست اسے تسلیم کرے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ طریقہ ناقابل عمل اور ملک معظم کی حکومت و پارلیمنٹ کی آئینی ذمہ واری کے خلاف ہے۔ البتہ کانفرنس پارلیمنٹ کے غور و خوض کے لئے تجاویز کا مسودہ تیار کرنے میں حکومت کی رہنمائی کرنیکا اہم فرض سرانجام دیگی۔ لہٰذا کانفرنس میں مختلف طبقوں کے ممبروں کی تعداد کی نسبت تجاویز اور دلائل زیادہ ضروری ہونگے۔ اب تک میں نے برطانوی حکومت کو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں بھیجی ہے۔ کہ کانفرنس میں کون کون اصحاب شریک ہوں۔ اور اس کی تاریخ کے متعلق بھی ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ اور اگر ممبران مجالس آئین ساز یا ملک کے مختلف مفاد کے ترجمان اس بارے میں میرے پاس بے قاعدہ طور پر کوئی تجویز ارسال کریں گے۔ تو میں خوشی کیساتھ اس پر غور کروں گا۔

آپ نے کہا۔ کہ کانفرنس میں مختلف مذہب مختلف نسل اور مختلف سیاسی خیالات کے لوگ شامل ہونگے۔ یہ ایک بے نظیر کانفرنس ہوگی۔ مجھے امید ہے۔ کہ وزیر اعظم اس کی صدارت کر سکیں گے۔ اور اس میں جو لوگ شریک ہونگے۔ وہ برطانیہ کی علانیہ پالیسی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی تجاویز پیش کر سکیں گے۔ یقیناً یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کہ برطانی حکومت نے ہندوستان کے لئے نیا آئین تیار کرنے میں مشورہ دینے کے متعلق ہندوستان کا حق تسلیم کر لیا ہے۔ آگے چلکر آپ نے کہا۔ میرے لئے اس امر کا واضح کرنا بھی ۴

۴ کم ضروری نہیں ہے کہ قانون کا وقار قائم رکھنے کیلئے میں اور میری حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سرانجام دینگی دوسری بات یہ ہے کہ ہر حالت میں کانفرنس ضرور منعقد ہوگی۔ جو اصحاب کانفرنس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ ہندوستان کے مستقبل کو نظر انداز کر رہے ہیں

حیرت انگیز رعایت

جو لوگ اپنے خطوط ۶، ۷ فروری ۱۹۳۰ء کو ڈاکخانہ میں ڈالیں گے انہیں ایک روپیہ کی چیز آٹھ آنے میں ملے گی

”یہ مجرب اور مفید ادویات جن کے متعلق جناب منیجر صاحب الفضل اپنے اخبار ۱۹ جون ۲۶ء کے اشو میں لکھتے ہیں کہ ان ادویات کا ہمنے تجربہ کیا مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جبتک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کر لیں۔ امید ہے کہ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے“

کیونکہ اکسیر اعظم اور اکسیر البدن کے استعمال کیلئے یہ موسم بہت اچھا ہے۔ اور نیز ان ادویات کی شہرت اور یہ یقین دلانے کیلئے کہ درحقیقت یہ ادویات اپنے فوائد میں عجیب غریب ہیں۔ وہ لوگ جن کی درخواستیں ٹھیک ۶، ۷ فروری کو ڈاکخانہ میں ڈالی جائینگی۔ انہیں آٹھ آنے فی روپیہ رعایت پر یہ مفید اور مجرب ادویات ملینگی۔ محض ان ادویات کی شہرت کیلئے یہ حیرت انگیز رعایت دیجا رہی ہے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ جو صاحب ایکدفعہ بھی ہم سے معاملہ کریں گے۔ وہ انشاء اللہ ہمیشہ کیلئے ہمارے گاہک بن جائیں گے۔ ورنہ اس قیمت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت واپس لو۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

اس سرمہ پر ڈاکٹر لوگ شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں۔ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں ضعف بصر ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ اسکا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ عہ محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب بیماری اور کمزوری دور ہو گئی۔ اور انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپکے کہنے کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیواسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں“

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

اکسیر البدن جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو تنور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت (صہ) محصولڈاک علاوہ۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم ”اکسیر البدن“ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ”مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گزاری کے جذبات سے لبریز دل الیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپسے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اسکا خط آیا میں اسکا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میںنے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ ہر ایک کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی ہے غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کریں۔ شیخ صاحب۔ مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری بار اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اسکا استعمال کرایا گیا۔ اسکی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے خدا تعالے آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں“

اکسیر اعظم

اس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے۔ یہ ایک لاثانی چیز ہے جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل و دماغ و اعصاب۔ ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ عصبانی درد۔ نزلہ۔ درد سر۔ شقیقہ۔ بے خوابی۔ مسوڑوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ منہ سے خون کا آنا۔ قے۔ ڈکاروں کی کثرت۔ معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابیطس۔ سرعت۔ خرابی خون وغیرہ کیلئے یہ تریاق آخری اور یقینی علاج ہے۔ مستورات کے امراض اٹھرا۔ ادجریان الرحم کیلئے بھی بہت مفید ہے یہ نسخہ پورا ایک سال میں تیار ہوتا ہے۔ قیمت نو روپے آٹھ آنے (للعہ)

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑ گڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی و دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ انڈے۔ بالائی۔ مکھن وغیرہ مرغن غذائیں ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔

دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے۔ کمزور اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت: مکرم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ و شکم کی شکایت رفع ہو گئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے“

موتی دانت پوڈر

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ میلے اور خراب دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا کر بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دندان گوشت خوردہ خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصولڈاک۔

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں“ کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کیلئے بھی بہت مفید ہے“

نوٹ: جن صاحب کا آرڈر بیس روپے کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک بھی معاف ہے گا۔ غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ ان کے لئے بجائے ۶، ۷ فروری کے ۶، ۷ مارچ کی تاریخیں ہوں گی۔

چونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جا سکتا۔ اس لئے غیر ممالک کے اصحاب کو آرڈر دیتے وقت رقم ادویات اور محصولڈاک معہ پیکنگ ایک روپیہ آٹھ آنے فی پونڈ بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنا چاہیئے۔

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

88

رپورٹ نظارت بیت المال

از یکم مئی ۱۹۲۹ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء

چندہ عام جس میں چندہ ماہواری حصہ آمد چندہ مستورات شامل ہے اور چندہ جلسہ سالانہ و چندہ خاص

گذشتہ سے پیوستہ

حیدر آباد دکن،

عام ۲۰۵۷/۴۰۰۰ ۔ جلسہ ۱۰۰/۱۰۰ ۔ خاص ۵۰۷/۱۱۵۰ + سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب انسپکٹر معائنہ کی رپورٹ ہے حیدر آباد دکن میں ۷ ماہ کی رقم چندہ عام ۔/۵۵۷ اور چندہ خاص میں سے ۔/۴۰۰ اور جلسہ سالانہ کا ۔/۱۰۰ بقایا ہے ۔ اس کے متعلق مکرم سیٹھ محمد غوث صاحب محاسب انجمن احمدیہ کا یہ بیان ہے کہ حتی الامکان کوشش کی گئی ہے ۔ اور کی جارہی ہے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ باقی ۵ مہینے میں پوری رقم ادا کر دی جاویگی ۔ شرح کے مطابق نہ دینے والے احباب چند ہیں ۔ ان کے چندے باشرح کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ۔ حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ دو سال پیشتر کے حساب میں بقایا ضرور ہے ۔ اور اس کے وصول کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے ۔ اس کا نتیجہ تھا ۔ کہ گذشتہ سال میں زیادہ رقم ارسال کی گئی ہے ۔ اس کے لئے محاسب سیٹھ محمد غوث صاحب جس محنت ۔ محبت ۔ ایثار سے کام کرتے ہیں ۔ وہ بہت قابل تحسین و تعریف ہے ۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالرحیم صاحب نیر اور سید بشارت احمد کا بھی میں مشکور ہوں ۔ کہ انہوں نے جماعت کو موثر الفاظ میں تحریک کر کے میرے کام میں آسانی کر دی ۔ یہ سب بقائے انشاء اللہ وصول ہو جاویں گے ۔ بیت المال سیٹھ محمد غوث صاحب ۔ مولانا نیر صاحب اور سید بشارت احمد صاحب کی کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے ۔ اور احباب سے توقع کرتا ہے ۔ کہ جن احباب کے چندے باشرح نہیں ان سے باشرح کرانے کی پوری کوشش ہو گی ۔ اور حضرت کے حضور میں جماعت حیدر آباد دکن کے احباب اور ان احباب کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

عثمان آباد

عام ۱۴۲/۱۶۴ ۔ جلسہ ۱/۱۳ ۔ خاص ۲۴/۲۵ + سید محمد عظیم الدین صاحب وکیل سیکرٹری شپ کا کام کرتے ہیں ۔ اور اپنے اس فرض کو احسن طریق سے سرانجام دیتے ہیں اور اپنے دوستوں سے ہر ایک قسم کے چندے بروقت وصول کر کے مرکز میں ارسال کرتے ہیں ۔ اور آپ متواتر کئی سال سے اپنے تمام چندوں کو باقاعدہ اور بروقت بھیج رہے ہیں ۔ بیت المال جماعت عثمان آباد کے تمام احباب کا اور سید محمد عظیم الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے ۔ اور حضرت اقدس کے حضور میں اس مخلص جماعت کے دوستوں کے لئے دعا کی درخواست پیش کرتا ہے ۔

وینگولرلہ

عام ۱۳۷/۸۴ ۔ جلسہ ۵/۵ ۔ خاص ۲/۲ ۔ اس جماعت کے دو دوست محمد حکیم و ابراہیم صاحبان ہیں ۔ اوّل الذکر صاحب کی وصیت حصہ آمد ہے ۔ اور موخر الذکر چندہ عام دیتے ہیں ۔ چندہ جلسہ سالانہ اور چندہ خاص ان دوستوں نے پورا کر دیا ہے ۔ ان کا شکریہ ہے ۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماوے ۔ چندہ عام میں کمی ہے ۔ جس کے واسطے مجھے ان مخلص دوستوں سے امید کامل ہے ۔ کہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے قبل جبکہ سلسلہ کا مالی سال ختم ہوتا ہے ۔ اپنے چندہ عام کو مطابق بجٹ پورا کر کے مشکور فرماوینگے ۔

سکندر آباد

عام ۱۱۳۱/۲۲۶۶ ۔ جلسہ ۳۰۰/۳۰۰ ۔ خاص ۳۵۶/۳۲۱ + جماعت سکندر آباد دکن کا معائنہ جناب حکیم میر سعادت علی خاں صاحب منصب دار معالج امراض کہنہ نے ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو اخویم مکرم عالیجناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب امیر جماعت سکندر آباد کے مواجہ میں کیا ۔ رپورٹ ان کے الفاظ میں حسب ذیل ہے ۔

(۱) جماعت احمدیہ سکندر آباد دکن کے درج رجسٹر ممبران کی تعداد جملہ ۲۳ ہے ۔ جو سب کے سب شرح مقررہ کے مطابق چندہ ادا کرتے ہیں ۔

(۲) البتہ اخویم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب خود پچیس فیصدی کے حساب سے (یعنی اپنی ماہوار آمدنی کا ¼ حصہ) اور ان کے فرزند گرامی سیٹھ علی محمد صاحب ۔ ایم ۔ اے ۔ و جناب سیٹھ ابراہیم بھائی صاحب دس فی صدی کے حساب سے چندہ ادا کرتے ہیں ۔

(۳) بقایا کی مد میں کوئی رقم کسی قسم کے چندے سے باقی نہیں ہے ۔ بلکہ رقم واجب الادا سے بڑھکر تحصیل زر ہوئی ہے ۔

(۴) چندہ خاص کی رقم از روئے بجٹ ۔/۳۲۱ روپیہ تھی ۔ مگر اس مخلص جماعت نے ۳۵۶ روپیہ ادا کیا ہے ۔ چندہ عام کی رقم از روئے بجٹ ۔/۱۱۳۰ تھی ۔ مگر جماعت سکندر آباد نے گذشتہ ۷ ماہ میں گیارہ سو سنتالیس روپیہ روانہ کیا ہے ۔

(۵) چندہ جلسہ سالانہ بموجب بجٹ ایک سو باون ۱۵۲ تھا ۔ مگر امیر جماعت سکندر آباد نے حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی مقرر کردہ رقم جملہ تین سو روپیہ ادا کر دیئے ہیں ۔ گویا ہر مد میں بجٹ سے زیادہ رقوم ادا کی گئی ہیں ۔ اس جماعت کی خصوصیات میں ذیل کے چند امور درج کرنا اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہوں ۔

(۱) یہ جماعت باقاعدہ چندہ ادا کرتی رہی ہے ۔ بلکہ شرح مقررہ سے کچھ زیادہ دیا کرتی ہے ۔

(۲) کسی مد میں بقایا نہیں ہے ۔ بعض اصحاب مثلاً ورنگل کے مولوی عبدالکریم صاحب ایم ۔ اے ۔ اور مولوی عبدالعزیز صاحب ۔ بی ۔ اے کا چندہ ابھی تک وصول نہیں ہوا ۔ مگر سیٹھ صاحب نے اپنے پاس سے ان کے چندے کی رقم بھی ادا کر دی ہے ۔ مولوی صاحبان بعد میں بھجوا دینگے ۔ اور پہلے سے بھی ایسا ہی ہوا کرتا ہے ۔

(۳) جماعت کی روح رواں حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ہیں ۔ من جملہ ۲۳ افراد میں سے جناب سیٹھ صاحب کے خاندان کے افراد پانچ ہیں ۔ اور دو ملازمین ہیں اور تین ورنگل کے دوست ہیں ۔ ایک مالاباری اور ایک پنجابی ٹیلر ہے ۔ جو فوج میں کام کرتے ہیں ۔ پس یہ وہاں کی جماعت کے جملہ افراد ہیں ۔ اور ان سب پر جناب سیٹھ صاحب کا رنگ چڑھا ہوا ہے ۔

(۴) عورتوں کا چندہ لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کی جماعت کے ساتھ جاتا ہے ۔ اور مخدومہ اہلیہ صاحبہ امیر جماعت سکندر آباد لجنہ مذکور کی صدر ہیں ۔ دونوں جماعتوں کی مستورات مل کر کام کرتی ہیں ۔ جماعت سکندر آباد کی مستورات نے یعنی خاندان جناب سیٹھ صاحب بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے چودہ سو کی رقم یکم دسمبر تک ادا کی ہے ۔ خلاصہ معائنہ یہ ہے ۔ کہ جماعت سکندر آباد دکن بفضل تعالےٰ ہر امر میں ہر طرح پیش پیش ہے ۔ اور کوئی نقص حسابات میں نہیں پایا جاتا ۔ بلکہ ہر مد میں مقررہ بجٹ سے کچھ زیادہ ہی روپیہ بھیجا جا چکا ہے ۔ ترسیل زر سوائے ایک مرتبہ کے جبکہ ۱۷ تاریخ کو روپیہ بھیجا گیا ہے ۔ ہمیشہ ۱۰ تاریخ سے قبل ہوگئی ہے ۔ اور خاکسار ۷ ماہ کا حساب دیکھنے کے بعد ہر طرح سے مطمئن ہوا ۔ اور نہایت خوشی کے ساتھ رپورٹ ہذا پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ دوسری جماعتوں اور افراد کو بھی سکندر آباد کی جماعت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے ۔ آمین ۔ ثم آمین ۔

یادگیر

عام ۱۴۷/- جلسہ ۱۲۵ - خاص ۲ - اس جماعت کے اصل بانی سبانی اور روح رواں مخلص دوست سیٹھ شیخ حسن صاحب ہیں۔ جو احمدیت کے لئے فدا ہیں۔ اس سال میں تاحال چندہ اس واسطے نہیں بھیج سکے۔ کہ آپ کے تجارتی مال کا بڑا حصہ بلکہ سالم کا سالم کارخانہ میں پڑا ہے۔ اور فروخت نہیں ہوا۔ اس لئے چندوں کے بھیجنے میں بھی دیر ہو گئی ہے۔ حضرت اقدس کے حضور میں اور دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ سیٹھ صاحب کے لئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ان کے راہ میں جو مشکلات ہیں۔ ان کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔ آمین ؛

پونہ

عام ۱۶۶/۲۵۰ - جلسہ ۳۳/۱۱ - خاص ۷/۱۷ ؛ پونہ کے سیکرٹری مال کا کام مکرمی بابو ولی اللہ صاحب کام کرتے ہیں۔ آپ چندہ عام تو عموماً ماہوار ارسال فرماتے ہیں۔ لیکن دوسرے چندوں کی طرف توجہ نہیں ہے۔ چندہ خاص کی رقم ۱۵۰ میں سے صرف ۱۲ کی وصولی اور جلسہ سالانہ کی رقم ۲۰ میں سے ۱۱ کا آنا ان کی توجہ کو اپنی طرف خصوصیت سے کھینچ رہا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ بابو صاحب مالی سال کے آخیر تک جہاں چندہ عام کو ارسال فرما کر مشکور فرماوینگے۔ وہاں چندہ خاص وجلسہ کی بقیہ رقوم بھی بروقت ارسال فرماوینگے۔ جیسا کہ چندہ خاص کے واسطے صاحب موصوف کا وعدہ بھی ہے ؛

اوڈکور

عام ۱۱/۲ - جلسہ ۶/۲ - خاص ۳۳/۴۴ - سیکرٹری مال مولوی محمد میاں صاحب ہیں۔ اور ان کے ساتھ چندوں کے وصول کرنے اور ارسال کرنے میں عبدالرحیم صاحب امداد فرماتے ہیں۔ چندہ جلسہ سالانہ اور اور چندہ خاص تو آپ نے پورا کر دیا ہے۔ احباب کا بروقت چندہ خاص وجلسہ پورا کرنے کا شکریہ ہے چندہ عام میں کمی ہے۔ اس کے واسطے میں ان ہر دو صاحبان سے امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ ۳۰ اپریل سنہ ۳۰ء سے قبل چندہ عام کا بجٹ پورا فرما کر مزید شکریہ کا موقع دینگے۔ اللہ تعالیٰ سلسلہ کی خدمت کی توفیق بیش از بیش عطا فرمائے ؛

محبوب نگر

عام ۹۵/۱۴۴ - جلسہ ۷/۸ - خاص ۱۳۱/۱۸۷ ؛ میر اسحاق علی صاحب وکیل سیکرٹری مال کی کوشش اور سعی کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ نے چندہ سالانہ بجائے ۴/- کے ۷/- ارسال فرمایا ہے۔ میر صاحب چندوں کے لئے اپنے ذاتی کام سے مقدم کرتے ہوئے کر رہے ہیں۔ بیت المال ان کی کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور حضرت کے حضور دعا کی درخواست کرتا ہے۔ چندہ خاص میں جو کمی ہے۔ کچھ کمی تو اس میں سکہ عثمانیہ کے سبب سے باقی تھوڑی سی کمی ہے۔ جو امید ہے۔ کہ آپ پوری کرینگے ؛

چندہ عام کے لئے یہ رپورٹ ہے۔ کہ چونکہ یہ جماعت اردگرد گاؤں میں پھیلی ہوئی ہے۔ وصولی چندہ میں توقف ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر سہ ماہی پر چندہ ارسال کیا جاتا ہے۔ یہ موصولہ رقم ان کا چھ ماہ کا چندہ ہے۔ بقیہ رقم بجٹ۔ ۳۰ر اپریل سنہ ۳۰ء سے قبل نہ صرف پوری کرنے کی توقع ہے۔ بلکہ زیادہ بھیجنے کی امید ہے۔ احباب جماعت کا بھی شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرماوے ؛

کنانور

عام ۱۱/۲۷۲ - جلسہ ۶/۲ - خاص ۵/۴۸

کالی کٹ

عام ۱۱/۱۴۴ - جلسہ ۵/۲۵ - خاص ۳۶/۴۲

پنگاڑی

عام ۹/۱۲ - جلسہ ۳۳/۳ - خاص ۲/۳

کوڈالی

عام ۴/۲ - جلسہ ۶/۲ - خاص

جماعت کنانور۔ کالی کٹ۔ پنگاڑی اور کوڈالی مالابار کی جماعتیں ہیں۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب مالاباری کی توجہ ان کے ہر سہ مدات کے چندوں کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ ۳۰ر اپریل سنہ ۳۰ء سے قبل ان مدات کی کمی کو پوری کر کے مشکور فرماویں ؛

حلقہ بیرونی ممالک

ذیل میں بیرونی ممالک کی جماعتوں کے متعلق مختصر نوٹ شائع کئے جاتے ہیں۔ قبل اس کے کہ میں جماعت وار نوٹ لکھوں۔ میں یہ ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ ایک عام نوٹ اس حلقہ پر لکھوں ؛

چندہ جلسہ سالانہ

بیرونی ممالک کی جماعتوں اور افراد کو واضح ہو۔ کہ ہندوستان کی جماعتوں نے جس اخلاص اور شرح صدر سے چندہ جلسہ سالانہ کے لئے حضرت اقدس کی تحریک پر لبیک کہی ہے۔ اس کا علم ان کو اخبار الفضل کے متعدد اعلانوں سے واضح ہو گیا ہوگا۔ ہندوستان کی جماعتوں نے جن کے لئے موسم سرما کے اخراجات اور اپنے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے کے اخراجات اور بعض افراد کے بعض غیر احمدی دوستوں کو اپنے خرچ پر اپنے ساتھ لانے کے اخراجات کے برداشت کرنے کے علاوہ ۱۸۰۰/- سے اوپر اس مد کا روپیہ ارسال فرمایا ہے۔ اور بعض جماعتوں نے حضرت کے ارشاد پر مقررہ رقم سے بھی زیادہ روپیہ ارسال کیا جاوے۔ اپنی مقررہ رقم سے زیادہ روپیہ باوجود خاص تکلیفوں اور مالی تنگیوں کے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے ؛

بیرونی ممالک کی جماعتوں پر جلسہ پر تشریف لانے کے اخراجات اور بعض غیر احمدیوں کو اپنے ساتھ اپنے خرچ پر لانے کے اخراجات نہیں ہیں۔ اور ہندوستان کی جماعتوں کے افراد کی آمدنی کے مقابلہ میں ان کی آمدنی بھی خدا کے فضل سے زیادہ ہے۔ سال رواں کے جلسہ کے اخراجات بھی ۲۱۰۰/- سے اوپر ہو چکے ہیں لیکن آمدنی جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔ ۱۸۰۰/- سے اوپر ہے۔ پس بیرونی ممالک کی جماعتوں اور افراد کو اپنی اپنی جماعت کی مقررہ رقم جلسہ سالانہ کے علاوہ زائد رقوم حسب منشاء حضرت ارسال فرما کر ۳۰۰/- سے اوپر چندہ جلسہ سالانہ پورا کرنا مشکل امر نہیں ہے۔ لیکن ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ عہدہ داران جماعت کے ماسوائے جماعتوں کے با اثر و با رسوخ احباب اس سرگرمی اور جوش سے کام کریں۔ جس سرگرمی و جوش اور اخلاص سے ہندوستان کی جماعتوں نے اس تحریک پر شرح صدر سے لبیک کہی ہے ؛

چندہ عام و چندہ خاص

سال رواں میں بیرونی ممالک کی اکثر جماعتوں کا چندہ عام و خاص (سوائے چند جماعتوں کے) بہت کم وصول ہوا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کی بڑی وجہ عہدہ داران کی عدم توجہ ہے۔ اگر عہدہ دار احباب پوری کوشش و سعی سے کام کریں۔ اور ان کو ہر وقت اپنے بجٹ کے پورا کرنے کا خیال دامنگیر رہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس قدر نمایاں کمی ان مدات کے بجٹوں میں نظر آوے۔ پس میں خصوصیت سے بیرونی جماعتوں کے عہدہ داران سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت سال کے ختم ہونے میں ایک سہ ماہی باقی ہے۔ آپ کو خاص طور پر اپنے بقائے چندہ عام و خاص کے ادا کرانے ضروری ہیں۔ اس کے لئے آپ مناسب موقع وحال جماعت کے با اثر اور با رسوخ احباب کے وفد بنا کر وصولی کریں۔ یا خود نہایت تندہی سے وصولی چندہ عام وخاص میں مصروف ہوں۔ مگر جس طرح ہو سکے۔ ۳۰ر اپریل سنہ ۳۰ء سے قبل اپنے بقائے صاف فرماویں۔ جس کو حضرت اقدس نے اپنی دستخطی چٹھی چندہ جلسہ سالانہ میں خاص تاکید سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ کے علاوہ چندہ عام وخاص کے بقائے بھی جلد تر بھجوائیں۔۔

۔۔۔۔۔۔

چونکہ بیرونی ممالک کی خط وکتابت پر خرچ کے زیادہ ہونے کے علاوہ بوجہ مسافت دور دراز کے وقت بھی بہت صرف ہوتا ہے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ عہدہ داران جماعت و احباب با اثر و با رسوخ سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ چندہ عام۔ چندہ خاص۔ جلسہ سالانہ کے چندے بروقت یعنی ۳۰ر اپریل سنہ ۳۰ء تک خاص سعی و کوشش سے ارسال فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ؛

میں امید کرتا ہوں۔ کہ سالانہ رپورٹ میں بیرونی ممالک کے ان ہر سہ مدات کے چندوں کی کمی نہ ہو گی۔ بلکہ بجٹ سے زیادہ ارسال فرماوینگے ؛ اس کے بعد اب ذیل میں ہر ایک جماعت کا مختصر نوٹ معہ وصولی/بجٹ دیا جا رہا ہے :۔

سیلون۔ کولمبو

چندہ عام ۶/۳۵ - جلسہ ۵/۱ - خاص ۱/۱۵ ؛ چندہ عام۔ صرف اس جماعت سے ماہ جولائی میں

مذکورہ بالا آیا ہے۔ اس کے بعد کوئی رقم اور چندہ کی وصول نہیں ہے۔ جماعت سے جو فہرست آئی ہے۔ اس کے رُو سے تو ان کا بجٹ چندہ عام زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن دفتر نے جو رقم چندہ عام کی مقرر کی ہے۔ اس وقت تک کی وصولی اس سے بھی بہت کم ہے۔ اور چندہ خاص بالکل آیا ہی نہیں ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ کی مقررہ رقم ۱۰۰/- میں سے صرف ۵۰/- وصول ہوئے ہیں۔ چندوں کی کمی میری رائے میں عدم توجہ کے سبب ہے۔ اس لئے پریذیڈنٹ صاحب اور محاسب صاحب جے حسن کے ساتھ مسٹر اے ایم سید احمد صاحب۔ مسٹر اے۔ ایل۔ ایم محی الدین صاحب سیلانی۔ مسٹر ٹی کے لائی کو خاص توجہ فرماکر اپنے ہر سہ مدات کے بجٹ (جو تعداد جماعت کے لحاظ سے کم سے کم رکھے گئے ہیں) ۳۰ر اپریل ۱۹۳۰ء تک پورے کرنے چاہئیں ۔

آسٹریلیا

چندہ عام ۱۹۲/۳ - جلسہ ۳/۔ - خاص ۵/۔ + آسٹریلیا میں حاجی حسن موسیٰ خاں صاحب - عبد اللہ خاں صاحب - دولت خاں صاحب - شیر محمد صاحب مختلف مقامات پر رہتے ہیں - یہ دوست اپنے چندے اپنی ماہوار آمدنی پر براہ راست ارسال فرماتے ہیں - جن کا اندراج کھاتہ آسٹریلیا میں ہوتا... ہے - ان دوستوں سے درخواست ہے - کہ وہ اپنا چندہ عام باقاعدہ ارسال فرمانے کے علاوہ چندہ جلسہ و خاص بھی اپنی ماہوار آمدنی پر ارسال فرماویں - حاجی موسیٰ خاں ایک متوکل بزرگ ہیں ۔

ماریشش

چندہ عام ۱۸۵/۱۲ - جلسہ سالانہ ۶/۔ - خاص ۱۲/۱ + بیرونی ممالک کی جماعتوں میں سے اس جماعت کو یہ خصوصیت حاصل ہے - کہ جماعت ماریشش اپنے تمام تبلیغی اخراجات کا بار خود اٹھاتی ہے - اور مرکز صدر پر اس کا بار نہیں ہے - اور ایک مبلغ مرکز کے بھی اخراجات خود ہی اٹھاتی ہے - اسلئے چندہ عام بالمقطعہ ۵۰۰/- روپیہ لگایا گیا ہے - چندہ خاص کا ۲۰۰ - اور جلسہ سالانہ کی مقررہ رقم ۱۰۰/- ہے - ان ہر سہ مدات کے چندے کوشش کر کے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۰ء تک پورے کرنے ضروری ہیں - چونکہ اس جماعت کے تمام انتظامات کی ذمہ داری جس میں چندہ کا انتظام بھی شامل ہے - حافظ جمال احمد صاحب مبلغ پر ہے - اس لئے حافظ صاحب توجہ فرماکر ہر سہ مدات کے بجٹ پورے فرماویں ۔

جدّہ

چندہ عام ۸۳/۵ - جلسہ ۵/۵ - خاص ۶/۔ + اس جماعت میں جناب سیٹھ ابو بکر جمال یوسف صاحب ہی معہ اپنے خاندان کے ہیں - یہ رقم جو ان کے واسطے مقرر کی گئی ہے - میرے نزدیک انکی حیثیت کے لحاظ سے زیادہ نہیں - بلکہ کم ہے - لیکن چندہ عام کی وصولی اس کم مقررہ رقم کی نسبت سے بھی پوری نہیں ہو رہی ہے - اور چندہ خاص کی طرف تو توجہ نہیں کی گئی ہے - بلکہ چندہ خاص تو گذشتہ سال میں بھی ادا نہیں کیا گیا ہے - سیٹھ صاحب کی خدمت میں التماس ہے - کہ مالی سال کے آخیر تک براہ مہربانی چندہ عام و خاص کی کمی کو خاص توجہ سے پورا فرماکر مشکور فرماویں - چندہ سالانہ کی رقم پوری داخل ہو چکی ہے - اس کا شکریہ ہے ۔

بغداد

چندہ عام ۳۶۵/۱۴۳۶ جلسہ ۲/۔ - خاص ۳/۳ - ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے - کہ جماعت بغداد علاقہ عراق عرب کے تمام دوستوں کو ملاکر قائم کی گئی ہے - اور اکثر دوست ایک دوسرے سے لمبی مسافت پر قیام پذیر ہیں - اس وجہ سے دوستوں کے چندے ماہوار نہیں روانہ کئے جاسکتے - کیونکہ بغداد سے بھی دُور کا فاصلہ ہونے کے سبب وصولی ماہوار نہیں ہوسکتی ہے - البتہ یہ کوشش ضرور کی جاتی رہی ہے - کہ سال کے آخیر تک اپنے مقررہ بجٹ کو پورا کر دیا جاوے - اور دوستوں کے ذمہ بقایا نہ رہے ۔

اس سال میں چندہ عام کی مذکورہ بالا رقم جولائی کے دوسرے عشرہ میں وصول ہوئی ہے - اس کے بعد تاحال چندہ عام کی رقم وصول نہیں ہوئی ہے - اس دفعہ نہ معلوم کیوں غیر معمولی دیر ہو گئی ہے حالانکہ گذشتہ سال کا طریق عمل عموماً ہر سہ ماہی پر چندے ارسال کرنے کا تھا -

جہاں تک میں سمجھتا ہوں - بابو منظور احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس سلسلہ کا مالی کام نہایت توجہ سے اور محنت سے ادا کرنے والے ہیں - اور ایک ایسی جماعت سے جس کے افراد ایک دوسرے سے دور دراز رہتے ہوں - چندہ کا وصول کرنا ان کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے - اللہ تعالےٰ اجزائے خیر عطا فرماوے - بابو معراج الدین نے چندہ جلسہ سالانہ حضرت اقدس کا ارشاد پہنچنے پر بذریعہ تار ۲۰۰/- ارسال فرمایا ہے - احباب بغداد و عہدہ داران بابو منظور احمد صاحب و بابو معراج الدین صاحب کا شکریہ ہے - میں ان دوستوں سے یہ التماس کرنا ضروری خیال کرتا ہوں - کہ چندہ عام میں جو نمایاں کمی ہے - اور چندہ خاص کی رقم تو برائے نام ارسال کی گئی ہے - ان ہر دو مدات کے چندے جیسا کہ حضرت اقدس کا بھی ارشاد ہے - مرکز کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے - ۳۰ر اپریل ۱۹۳۰ء سے قبل پورے داخل فرماویں ۔

نیروبی

چندہ عام ۵۵۲/۳۰۰۰ - حصہ آمد ۱۵۲۷/۲۵۰۰ - جلسہ سالانہ ۱۸۵/۲۵۰ - خاص ۶/۔ - میں نے اوپر چندہ عام و حصہ آمد کا بجٹ اور وصولی الگ الگ دکھائی ہے - اس سے غرض یہ ہے - کہ جماعت نیروبی کو چندہ عام کی طرف بہت کم توجہ ہے - اس میں شبہ نہیں - کہ مشرقی افریقہ میں یہ جماعت افریقہ کی تمام جماعتوں سے بڑی ہے - اور اس جماعت کے دوست بھی عموماً معقول آمدنی رکھتے ہیں - مگر جماعت کی کافی تعداد اور جماعت کے افراد کو معقول آمدنی کے باوجود چندہ عام کی طرف خصوصیت سے توجہ نہیں ہے - اور اس جماعت کے دوست بھی بہت مختلف الخیال واقع ہوئے ہیں - اور باہمی انتظام جماعت میں بھی اکثر دقت پیش آتی رہی ہے - جس کی وجہ سے خصوصاً چندہ عام کو بہت نقصان پہنچا ہے - اس وجہ سے چندہ عام کا بجٹ ۲۰۰۰/- رکھا گیا - جو بہت ہی کم ہے - لیکن باوجود اس کمی بجٹ کے بھی رقم داخل شدہ بجٹ کا ۱/۴ حصہ داخل ہے - جو دسمبر ۱۹۲۹ء تک ۳/۴ چاہیئے تھی - میں یہ دیکھ رہا ہوں - کہ جماعت نیروبی چندہ عام کی طرف بہت کم توجہ رکھتی ہے - میں سمجھتا ہوں - کہ مطالبات بھی چندہ عام کے برائے نام ہی ہوتے ہیں - اگر باقاعدہ مطالبہ ہو - تو اتنی بڑی جماعت سے کم بجٹ کیوں پورا نہ ہو - جو دوست اس جماعت میں موصی ہیں - ان کا چندہ حصہ آمد عموماً باقاعدہ وصول ہو رہا ہے ۔

چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک کا روپیہ تو اب احباب بھیج چکے ہونگے - یا اس کے ملنے پر ارسال فرماوینگے مجھے امید ہے - کہ ۵۰۰/- کی رقم سے زیادہ روپیہ ارسال فرماکر حضرت کے حضور میں دعا کی تحریک کا باعث ہوں گے ۔

چندہ خاص کی بھی قلیل رقم ۱۰۰/- ملی ہے - اس کی طرف بھی احباب جماعت نے توجہ نہیں کی ہے اس وقت محاسب کا چارج چوہدری عبد الواحد خاں صاحب کے ہاتھ ہے - آپ کام تو اخلاص اور محنت سے کرنے والے ہیں - مگر اس وقت تک ان کی پوری توجہ چندوں کی طرف نہیں ہے -

میں پریذیڈنٹ عثمان یعقوب خاں صاحب - چوہدری عبد الواحد خاں صاحب محاسب اور ڈاکٹر عمر الدین صاحب - بابو عبد الحکیم صاحب - ملک احمد حسین صاحب ملک محمد حسین صاحب سے التماس کرتا ہوں - کہ آپ لوگ سلسلہ کے کام میں ہر طرح کے اللہ تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہیں - آپ کو نیروبی کی جماعت کے چندوں میں خواہ چندہ عام ہو یا حصہ آمد - یا چندہ جلسہ سالانہ - چندہ خاص اور زکوٰۃ صدقات وغیرہ میں نہایت تندہی سے کام کرنا چاہیئے - اب تو مکرمی سید محمود اللہ شاہ صاحب بھی نیروبی پہنچ چکے ہیں - میں شاہ صاحب سے بھی التماس کرتا ہوں - کہ نیروبی کے با اثر اور بارسوخ احباب کے مشورے سے جماعت نیروبی کے چندوں کی وصولی کا نظام کیا جاوے - اور ۳۰ر اپریل ۱۹۳۰ء تک کم سے کم مذکورہ بالا مدات کے بجٹ جو پہلے ہی کم مقرر کئے گئے ہیں - پورے کئے جاویں - اللہ تعالےٰ ان دوستوں کی مدد و نصرت فرماویگا - جو سلسلہ کے کام لئے آگے آئیں گے ۔

کلنڈنی ممباسہ

چندہ عام ۶۷۶/۱۵۰۰ - جلسہ ۱۳۰/- - خاص ۲۳/۳ + ممباسہ کی یہ جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس کے ممبران جناب بابو اکبر علی خاں صاحب - ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب و بابو محمد عالم صاحب اور میاں الٰہی بخش صاحب ہیں - میاں صاحب محاسب کا کام بھی سر انجام دیتے رہے ہیں - حق یہ ہے - کہ صاحب موصوف نے محاسب کا کام نہایت احسن طریق سے سر انجام دیا ہے - اور اس جماعت کے مذکورہ بالا احباب بھی چندوں کے ادا کرنے میں ایک دوسرے سے پیش قدمی کرنے والے ہیں - اور ہر ایک مد میں بڑھکر سبقت کرتے ہیں - اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کی قربانیوں اور کوششوں

کو قبول فرمائے۔ بیت المال ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور حضرت کے حضور میں دعا کی درخواست

اس سال میں چندوں میں جو کمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بابو اکبر علی خانصاحب بھی ہندوستان آئے ہوئے تھے۔ جو حال میں ہی تشریف لے گئے ہیں۔ اور ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب بھی ہندوستان تشریف لائے۔ مگر ناسازی طبیعت کے سبب دارالامان میں ہی تشریف فرما ہیں۔

مجھے اس جماعت کے احباب سے پوری امید ہے۔ کہ ہر سہ مدات کے بجٹ انشاء اللہ تعالےٰ ۳۰ اپریل سنہ ۳۰ء تک پورے کر دینگے۔ کیونکہ اس جماعت کے احباب سلسلہ کے لئے دردمند دل رکھنے والے ہیں۔

ٹبورا

چندہ عام ۱۹۶ ، جلسہ ۱۲ ، خاص ۲۱ ۔ ٹبورا کی جماعت کے سیکرٹری مال بابو محمد جمیل صاحب ہیں۔ جو قادیان کے ہی تعلیم یافتہ اور مرکزی دفاتر میں بھی کام کر چکے ہیں۔ آپ کام نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مولوی محمد یوسف صاحب پوسٹماسٹر خاص قابلیت اور سلسلہ کے لئے جوش رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح مولوی شیخ عبد الغنی صاحب ورکشاپ بھی اخلاص و جوش سے کام کرتے ہیں۔ بیت المال ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس وقت تک جو کمی چندوں میں نظر آ رہی ہے۔ اس کی وجہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس سال بابو صاحب کے ہندوستان رخصت پر آنے کے سبب ہے۔ اور اب جبکہ وہ واپس اپنی جگہ پر جا چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ان ہر سہ مدات کے چندوں کی کمی ۳۰ اپریل سنہ ۳۰ء سے قبل پوری کر کے شکریہ کا موقع دیا جاویگا۔ اور اس تحریر کو کافی سمجھا جاویگا۔

دارالسلام ۔ عام ۳۹۲ / ۸۹۱ ۔ جلسہ ۲۴ ۔ خاص ۲۹

چندہ عام ۳۹۲ / ۸۹۱ ۔ جلسہ ۲۴ ۔ خاص ۲۹ ۔ جناب عبد الکریم صاحب بٹ کے قلم سے فارم آیا ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ کی رقم تو اب آنے والی ہے۔ آپ نے ارسال کر دیا ہوگا۔ یا آپ بھیجنے والے ہونگے۔ چندہ عام میں بروئے بجٹ کمی ہے۔ آپ نے ممکن ہے کہ چندہ عام کا روپیہ ارسال کیا ہو۔ مگر چندہ خاص کی طرف اب تک توجہ نہیں کی ہے۔

جناب مرزا عمر بیگ صاحب۔ جناب محمد یوسف صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ جناب نذر محمد صاحب جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب با اثر دوست اس جماعت میں ہیں۔ ان دوستوں سے التماس ہے۔ کہ وہ چندوں کے لئے خاص مزید توجہ فرما کر اپنے ہر سہ مدات کے بجٹ کو پورا کرینگے۔ دوسرے دوست عبد الرشید صاحب۔ فضل کریم صاحب نون۔ اسماعیل احمد صاحب قریشی۔ شیخ قادر صاحب اور عبد الرحمٰن صاحب باقاعدہ چندہ دینے والے ہیں۔ میں تمام دوستوں سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بجٹوں کو ضرور بروقت پورا کر دینگے۔ اور شکریہ کا موقع دینگے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اور سلسلہ کے لئے خدمات کی توفیق عطا فرماوے۔

کمپالہ

چندہ عام ۸۸۳ / ۱۵۰ ، جلسہ ۱۶۰ ، خاص ۲ ۔ مکرمی ڈاکٹر عل الدین صاحب خاص کوشش اور سعی سے چندہ وصول کر کے ارسال فرماتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ڈاکٹر فضل الدین صاحب۔ ملک نصر اللہ خاں صاحب اور محمد علی صاحب اور ڈاکٹر احمد الدین صاحب اس جماعت کے اعلیٰ ممبران ہیں ڈاکٹر فضل الدین صاحب تو فدائے سلسلہ ہیں۔ اس جماعت کی نسبت مجھے کامل یقین ہے۔ کہ نہ صرف چندہ عام کی کمی ہی پوری ہوگی۔ بلکہ چندہ عام زیادہ کرنے کے علاوہ چندہ جلسہ سالانہ۔ چندہ خاص بھی مقررہ رقوم سے زیادہ ارسال کیا جاویگا۔ کیونکہ یہ سب دوست خاص طور پر سلسلہ کے لئے قربانی کرنیوالے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرما کر بیش از بیش خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرماوے۔ اور سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ مذکورہ بالا رقم چندہ عام تا اکتوبر ۲۹ء داخل ہوئی ہے

زنجبار

چندہ عام ۳۲ / ۵ ، جلسہ ۵ ، خاص ۲ ۔ اس جماعت میں تین دوست ہیں۔ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کرک جو اپنا چندہ حصہ آمد ماہوار باقاعدہ ارسال فرماتے ہیں۔ اور دوسرے دوست ڈاکٹر

صاحب موصوف کے فرزند ارجمند عبد الغفور صاحب کرک ہیں۔ آپ کا چندہ عام آتا تو ہے۔ لیکن باقاعدہ نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ جناب عبد الغفور صاحب بھی اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ چندہ عام باقاعدہ اور باشرح یعنی ا/ فی روپیہ کے حساب سے ارسال فرمادیں۔ اور تیسرے دوست جناب عباد اللہ صاحب ہیں۔ آپ کی صرف ایک رقم ماہ جولائی میں -/۱۰ کی وصول ہے۔ اس کے بعد چندہ عام نہیں آیا۔ چندہ عام باقاعدہ اور باشرح ارسال کرنے کی ضرورت ہے چندہ خاص کی رقم ہر سہ دوستوں نے نہیں بھیجی ہے۔ میں نے جو کم سے کم رقم مقرر کی ہے۔ یہ پوری فرما کر مشکور فرمادیں۔

چندہ جلسہ سالانہ کی رقم تو ارسال کر چکے ہونگے۔ ورنہ اب چندہ عام۔ خاص۔ جلسہ کے چندے ارسال فرمادیں۔ مگر ۳۰ اپریل سنہ ۳۰ء تک بجٹ کے مطابق یہ چندے پورے ہونے ضروری ہیں۔ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کا شکریہ ہے۔

لنڈن

اس جماعت کے نومسلم احباب کو چندوں کے لئے اس طرح پابند نہیں کیا جا رہا ہے جیسا کہ دوسری جماعتیں ہیں۔ لیکن وقتاً فوقتاً ہفتہ وار اجلاسوں میں آنے جانے والے کچھ چندہ بھی دے جاتے ہیں۔ جو وہاں کے تبلیغی اخراجات میں صرف ہو جاتا ہے۔ اور اس کا حساب رکھا جاتا ہے۔ اب جبکہ خاں صاحب منشی فرزند علی صاحب لنڈن مشن کے انچارج ہیں۔ آپ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جنوری سنہ ۳۰ء سے باقاعدہ چندہ کا بھیجنا شروع کیا جاوے گا۔ لنڈن کے لئے بجٹ بھی خانصاحب کے مشورہ سے مقرر کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

پورٹ بلیر

عام ۶۹ / ۲ ، جلسہ ۳ ، خاص ۵ ۔ ماسٹر محمد عبد السبحان صاحب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ آپ کے احباب کا چندہ باشرح وصول نہیں ہوتا۔ اور اس وجہ سے بجٹ کے رُو سے بہت کمی ہے۔ نیز چندہ خاص۔ جلسہ سالانہ کی رقم تاحال واجب الوصول ہے۔ آپ ہر سہ مدات کے چندے بابو خدا بخش صاحب اور اپنے چندوں کے باقاعدہ اور باشرح کرنے کی فکر فرمادیں۔

ہانگ کانگ

چندہ عام ۸۴ / ۳ ، جلسہ ۱۲ ، خاص ۳ ۔ سیکرٹری مال کا کام بھائی غلام مجتبیٰ صاحب کرتے ہیں۔ جن کی وصیت حصہ آمد ہے۔ ہانگ کانگ کا چندہ باقاعدہ آتا رہا ہے۔ لیکن ستمبر سے چندہ اس واسطے نہیں آیا۔ کہ صاحب موصوف دارالامان میں رخصت پر رہے۔ اور اب جبکہ آپ واپس اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو چکے ہیں۔ تو نہ صرف چندہ عام ہی پچھلا بقایا ارسال کرینگے۔ بلکہ چندہ خاص بھی احباب سے لیکر ارسال کرتے ہوئے مشکور فرماوینگے۔ چندہ جلسہ سالانہ تو امید ہے۔ کہ آپ ہانگ کانگ سے ارسال فرما چکے ہونگے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جنجہ

عام ۲۳۶ / ۴ ، جلسہ ۱۰ ، خاص ۱۱۵ / ۲۲۵ ۔ جناب محمد ثناء اللہ صاحب یہاں کے کارکن احباب میں سے مستعد اور فرض شناس دوست ہیں۔ جناب عبد الحی صاحب بھی پرانے سرگرم اور خاص طور پر مخلص اور سلسلہ کا درد رکھنے والے اصحاب میں سے ہیں۔ چوہدری محمد عمر حیات بھی اس جماعت کے ممبر ہیں۔ مجھے ان مخلص اور کارکن دوستوں سے توقع ہے۔ کہ وہ اپنی ہر سہ مدات کی رقوم کو بروقت پورا کر کے ارسال فرمادینگے۔ اللہ تعالےٰ ان دوستوں کے لئے جو وطن سے دور سلسلہ کی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اپنے خاص فضل کی راہیں کھولے۔ آمین۔

امریکہ

امریکہ کی جماعت ویسے تو خدا کے فضل و کرم سے بڑی جماعت ہے۔ لیکن دور دراز مقامات پر

31.1.30

...ب چندہ میں باقاعدہ نہیں ہے۔ مولوی مطیع الرحمٰن صاحب کو بھی ابھی زیادہ ...مید ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف عنقریب اس بے قاعدگی کو دُور کر کے چندہ ...و منضبط کرینگے۔

...بر ۱۹۲۹ء میں سیّد عبد الرحمٰن صاحب نے اپنا چندہ عام ۵/ ۱۷/ ۸ پونڈ یا مبلغ -/۱۱۸ روپے ...... ارسال کی ہے۔ سید عبد الرحمٰن صاحب چندہ عام باقاعدہ بھیجنے والے دوست ...ہ کہ اگر آپ کو کاروبار میں تنگی بھی ہو۔ تب بھی اپنے ماہوار چندہ ضرور الگ کر لیتے ہیں۔ ایک ...لکھا۔ کہ مجھے بڑا رنج ہے۔ کہ جب سے محمد یوسف خاں صاحب گئے ہیں۔ ماہوار چندہ نہ ارسال ...وجہ یہ نہ تھی۔ کہ روپیہ نہ تھا۔ بلکہ یہ کہ میں بیکار رہا۔ اور مالی مشکلات میں بُری طرح گھرا ...وقت بھی میری حالت تنگ ہے۔ بہت سے احباب کی رقم ادا کرنی ہے۔ مگر بفضلِ تعالیٰ اود ھار ...ہوں۔ چندہ تو اُدھار لے کر بھی بھیج دیا کروں گا۔ اس اتوار کو مسٹر خوشی محمد صاحب سے بھی چندے کے بارے میں کہوں گا۔

چونکہ آپ امریکہ سے اپنا چندہ باقاعدہ ارسال فرماتے ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ چندہ عام کے علاوہ چندہ جلسہ سالانہ و چندہ خاص بھی ارسال فرماوینگے۔ اور دوسرے دوستوں کو باقاعدہ چندہ بھیجنے کی تحریک فرماتے رہیں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

حیفا۔ دمشق

چندہ جلسہ سالانہ کے لئے مولوی جلال الدین صاحب شمس نے ڈیڑھ پونڈ بھیج کر لکھا ہے۔ کہ تحریک برائے جلسہ سالانہ موصول ہوئی۔ ڈیڑھ پونڈ ارسال خدمت ہے۔ نصف پونڈ برادرم حاج محمد آفندی قزق کی طرف سے ہے۔ اور باقی دوسرے احباب کی طرف سے وصول فرما کر اطلاع فرما دیں۔ میں چونکہ مصر جا رہا ہوں۔ اس لئے جواب سیکرٹری جماعت احمدیہ حیفا کے نام ارسال فرما دیں۔

مغربی افریقہ

کامیاب مبلغ حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے علاقہ گولڈ کوسٹ افریقہ میں چالیس کے قریب جماعتیں قائم کی ہیں۔ اور ان جماعتوں سے چندہ باقاعدہ لیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ایسی بیرونی ممالک کی جماعتوں کے لئے حضرت کا حکم ہے۔ کہ ¾ حصہ چندہ کا رکھ کر باقی روپیہ مرکز میں بھیجا جاوے۔ علاقہ گولڈ کوسٹ کی جماعتیں کا بھی ¼ حصہ مرکز میں سالانہ وصول ہوتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال کا چندہ عام ۱۹ پونڈ - ۱۲ شلنگ داخل ہو چکا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس سال کا چندہ عام بھی ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء سے قبل نذیر احمد صاحب مبلغ کی نگرانی میں ارسال کئے جائینگے۔ اس طرح سے چندہ جلسہ سالانہ کی رقم مبلغ -/۵۰ روپیہ یا ¾۳ پونڈ اور چندہ خاص کی رقم -/ روپیہ یا ½ ۵ پونڈ بھی مالی سال کے آخیر تک مولوی صاحب ارسال فرما کر مشکور فرماوینگے۔

عباداں

عام ۷۷۱/۱۲۵۰۔ جلسہ ۱۶۵/۱۳۴۔ خاص ۳۲۱/۹۳۳۔ جماعت عباداں ملک ایران کے امیر مرزا برکت علی صاحب ہیں۔ جن میں سلسلہ کے لئے اخلاص اور محبت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور آپ نہ صرف مالی کام میں بلکہ سلسلہ کے ہر ایک شعبہ میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور قربانیوں کو قبول فرماوے۔ اور ان کے رنگ میں رنگین۔ محاسب جناب فیروز بخت خاں صاحب ہیں۔ جو کام نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح سے اس جماعت کے تمام دوست بھی چندوں کے ادا کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے ہیں۔ مرکز میں ہر ایک تحریک شرح سے بھی زیادہ حصہ لیکر کامیاب کرنے کی پوری سعی فرماتے ہیں۔ امیر جماعت محاسب صاحب اور دیگر احباب کرام کا شکریہ ہے۔ اور حضرت کے حضور میں جماعت کے تمام افراد کے لئے دعا درخواست۔

چندہ جلسہ سالانہ کے لئے اس سے پیشتر نوٹ لکھا جا چکا ہے۔ مرزا برکت علی صاحب امیر جماعت نے ایک مفصل رپورٹ چندوں کے متعلق ارسال کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی رپورٹ کا خلاصہ یہاں دیدیا جاوے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ:-

یکم مئی سے ۳۱ دسمبر تک ہمارے مرسلہ بجٹ کے مطابق چندہ عام کی رقم -/۲۹۷ اور حصہ آمد کی -/۴۲ داخل ہونی چاہیئے۔ لیکن آباداں سے چندہ عام میں ۱۱/ ۸/ ۲۷۸ اور حصہ آمد میں -/۳۷ بھیجے گئے ہیں۔ کمی ان مدات میں ۴/ ۲/ ۶۲ کی ہے۔ یہ رقم آباداں میں موجود ہے۔

90

چندہ جلسہ سالانہ کا وعدہ ان کے مرسلہ بجٹ کے ماتحت -/۱۴۴ کا تھا۔ لیکن اس مخلص جماعت کے اکثر احباب نے حضرت اقدس کے ارشاد پر بجائے -/۱۴۴ کے -/۱۷۲ ادا کر نا منظور کیا۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اس میں سے -/۱۶۵ بھیجا گیا ہے۔

چندہ خاص میں -/۸/ ۹۳۳ کا وعدہ ہے۔ اس میں سے -/۸/ ۳۲۱ بھیجنے کی رپورٹ ہے۔ باقی -/۱۸ کی نسبت یہ لکھا ہے۔ کہ آباداں میں بقیہ رقم وصول شدہ ہے۔ جو جلدی ارسال کی جاویگی۔ اب اس کے بعد ان دوستوں کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے ہر ایک چندہ باقاعدہ کے حساب سے ادا کیا ہے۔ یعنی چندہ عام۔ حصہ آمد۔ چندہ خاص باشرح ادا کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ چندہ جلسہ سالانہ میں بھی اپنے اپنے وعدہ پر اضافہ کیا ہے۔ ان دوستوں نے خاص طور پر اخلاص و ایثار کا اظہار کیا ہے۔

(۱) فیروز بخت خاں صاحب سیکرٹری نے چندہ خاص پچیس فی صدی کی شرح سے یکمشت ادا کیا۔ اور چندہ جلسہ سالانہ میں بجائے -/۱۵ کے مبلغ -/۲۰ ادا کر دیا۔ اور آپ دوسرے چندوں میں باقاعدہ اور باشرح حصّہ لیتے ہیں۔

(۲) محمد عبد اللہ صاحب میشوں نے وصیت کی ہوئی ہے۔ چندہ باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ چندہ خاص بھی پچیس فی صدی کی شرح سے ادا کیا۔ اور چندہ جلسہ سالانہ بجائے -/۲۰ وعدہ کے -/۳۰ ادا فرمایا۔

(۳) شیخ رحمت اللہ صاحب نے بجٹ فارم لکھوانے وقت ...... بجٹ ا فی روپیہ کی شرح سے کم لکھوایا تھا۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے باشرح ادا کیا۔ اور اب تک کا تمام بقایا یکمشت ادا کر دیا۔ نیز چندہ خاص بھی پچیس فی صدی کی شرح سے ادا کیا۔ اور چندہ جلسہ سالانہ بجائے -/۲۰ کے لئے مبلغ -/۲۵ ادا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۴) میاں محمد رفیق صاحب باقاعدہ چندہ ادا کر رہے ہیں۔ چندہ جلسہ سالانہ حضرت اقدس کے ارشاد پر مبلغ دس روپیہ فوراً ادا کر دیا۔

(۵) اہلیہ صاحبہ محمد رفیق صاحب کا چندہ بھی نہایت باقاعدہ ماہوار ادا ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ موصوفہ نے چندہ خاص کے لئے بھی دس روپیہ عطا فرما دے۔ نیز چندہ جلسہ سالانہ میں بھی مبلغ پانچ روپیہ عطا فرما کر اپنی قربانی اور اخلاص کا ثبوت دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۶) مرزا برکت علی صاحب کو خاص نمونہ ہیں۔ آپ اپنا چندہ حصہ آمد تو باقاعدہ ادا فرماتے ہی ہیں۔ چندہ خاص میں آپ نے بجائے پچیس فی صدی کے تیس فی صدی کی شرح سے یکمشت ادا کیا۔ اور چندہ جلسہ سالانہ کی رقم بھی انیس فی صدی کی شرح سے ادا فرمایا۔

اس جماعت میں چندوں میں بہت باقاعدگی ہے۔ اور قریباً تمام دوستوں کا چندہ شرح کے مطابق ہے۔ کیوں نہ ہو۔ جب کہ جناب امیر جماعت ہر ایک چندے میں خود سب سے بڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ ان کی جماعت کے اکثر دوست بھی ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں اور دوسرے تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ٹانگا۔ افریقہ

اس جماعت کے روح رواں بابو محمد ایوب صاحب سٹیشن ماسٹر ...... ہیں۔ یہ جماعت ۱۹۲۷ء سے قائم ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ صاحب موصوف فدائے سلسلہ ہیں۔ اور آپ ہر ایک موقعہ پر جہاں تک امکان ہے سلسلہ کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ اور مالی کام کے لئے بھی آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا فرمایا ہے۔ کہ مرکز کی ہر ایک تحریک میں باشرح حصّہ لیتے ہیں۔ اور بڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ اور آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کہ اس وقت ٹانگا کی جماعت میں چار احمدی دوست ہیں (۱) صاحب موصوف خود (۲) مستری عبد الکریم صاحب فٹر اور (۳) موشی ہیں ڈاکٹر حبیب اللہ خاں صاحب (۴) ڈاکٹر احمد الدین صاحب۔ ان میں سے وہ خود بھی موصی ہیں۔ اور ہر دو ڈاکٹر صاحبان بھی۔ پس ان چار اصحاب میں تین موصی ہیں۔

بابو محمد ایوب صاحب کی سعی سے ان چاروں احباب کا چندہ حصہ آمد عام نہایت باقاعدہ اور باشرح ٹھیک وقت پر ماہوار وصول ہوتا ہے۔ چندہ کی ادائیگی کے علاوہ ڈاکٹر صاحبان تبلیغ میں خاص

31.1.30 الفضل ضمیمہ 2

جوش رکھتے ہیں۔

چندہ خاص کی رقم جو کم سے کم مقرر کی گئی ہے۔ وہ -/۲ ہے۔ اس رقم کے آنے کا انتظار ہے۔ اور یہ واضح کر دینا ضروری ہے۔ کہ چندہ خاص ہر ایک کے لئے خواہ موصی ہوں یا دوسرے احباب لازمی ہے اگر کسی دوست کے دل میں یہ خیال ہو۔ کہ موصیوں کے لئے چندہ خاص کا ادا کرنا لازمی نہیں ہے۔ ایسے دوستوں کا خیال غلط ہے۔ البتہ ایسے موصی جن کی وصیت حصہ آمد کی ہو۔ اور اپنا چندہ حصہ آمد باقاعدہ ادا کرتے ہوں۔ ان کے لئے صرف چندہ عام معاف ہے۔ کیونکہ چندہ حصہ آمد چندہ عام کا قائمقام ہے۔ لیکن اس کے ماسوائے دوسرے سب چندے مثلاً چندہ جلسہ سالانہ۔ چندہ خاص۔ زکوٰۃ۔ عیدین کے چندے وغیرہ موصیوں کو ادا کرنے ضروری ہیں۔ پس ایسے احباب سے گذارش ہے۔ کہ وہ چندہ خاص و جلسہ سالانہ بھی ادا فرمادیں چندہ جلسہ سالانہ جماعت ٹانگا کے لئے -/۵ مقرر کیا گیا ہے ٭

مستری عبدالکریم صاحب نے اپنے بچے بھی تعلیم کے لئے دارالامان بھیجے ہیں۔ علاوہ ازیں اہلیہ صاحبہ مولوی محمد ایوب صاحب سٹیشن ماسٹر بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کہ آپ بھی اپنا چندہ حصہ آمد نہایت باقاعدہ ادا کرتی ہیں۔ اور آپ نے اپنے افریقہ کے قیام میں ۸ بچوں کو جن میں احمدی و غیر احمدی بچے شامل ہیں۔ قرآن مجید معہ اور نماز با ترجمہ پڑھائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ٭

بیت المال مولوی محمد ایوب صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ اور مستری صاحب اور ہر دو ڈاکٹر صاحبان کا چندہ حصہ آمد و عام کے باقاعدہ چندہ ادا کرنے کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور حضرت کے حضور میں ان دوستوں کے لئے دعا کی درخواست پیش ہے ٭

پاڈنگ سماٹرا

سماٹرا میں مولانا مولوی رحمت علی صاحب کی کوشش اور سعی سے بڑی بڑی تین جماعتیں ہیں۔ جماعت پاڈنگ اور ڈوکسی۔ ٹاپا ملٹون۔ اوّل الذکر دونوں جماعتوں کے پریذیڈنٹ جناب ابوبکر گگر بگنڈا مہاراجہ صاحب اور جنرل سیکرٹری نورالدین حاجی محمود صاحب ہیں۔ اور موخر الذکر کے جنرل سیکرٹری محمد سنین صاحب ہیں ٭

مولانا مولوی رحمت علی صاحب کی ایک رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سماٹرا کی جماعتوں کے چندوں کے انتظام مقامی پریذیڈنٹ اور جنرل سیکرٹری ہی کرتے ہیں۔ اور جس طرح سے دارالامان میں عہدوں پر ہی خط و کتابت ہوتی ہے۔ اس طرح سے یہاں بھی میں نے یہ انتظام کر رکھا ہے۔ کہ تمام خط و کتابت عہدوں پر ہی ہوتی ہے۔ اور چندوں کی پڑتال کے لئے یہ قاعدہ انجمن سماٹرا نے بنا رکھا ہے۔ کہ ماہوار حساب نہایت باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے۔ اور تمام حساب چیک کر کے اس پر تمام عہدہ داران کے باقاعدہ درستی حساب کے دستخط ہوتے ہیں۔ تا کہ کسی قسم کا شبہ چندہ کے دینے والے احباب کو نہ رہے۔ اور ماہوار گوشوارہ تیار کر کے حساب ملایا جاتا ہے۔ اور حساب رسیدات سے باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے ٭

اس ملک میں ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک آڈیٹر نے کہا۔ کہ کیا احمدی جماعت ان قوانین پر (چندوں کے باقاعدہ جمع کرنے اور باقاعدہ حسابات رکھنے پر) پابند ہے۔ اور اسی طرح سے کرتے ہیں۔ تو اسی وقت دوران لیکچر میں میں نے سیکرٹری مال کو جواب کے واسطے عرض کیا۔ تو اس نے دو سال کا حساب اور رسیدات اور حسابات کے متعلق تمام امور مفصل بیان کئے۔ تو لوگ اس طرح کا باقاعدہ حساب دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے۔ یہاں کے احمدی دوست تمام کے تمام نہایت جوش اور شرح صدر سے کام کرتے ہیں۔

وصولی چندہ کے لئے یہ انتظام رکھا ہوا ہے۔ کہ ہر ماہ انگریزی کی پانچ تاریخ مقرر ہے۔ ہر ایک احمدی کے لئے انجمن کا فیصلہ ہے۔ کہ وہ اپنا چندہ اس تاریخ تک خود بخود بغیر کسی کے مطالبہ کے داخل کرے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو۔ اگر کوئی احمدی اس تاریخ تک چندہ ادا نہ کرے۔ تو اس کے واسطے انجمن کا قاعدہ ہے۔ کہ وہ اپنا گذشتہ ماہ کا چندہ اور ایک ماہ کا پیشگی چندہ اس مہینے کی بیس تاریخ تک داخل کرے۔ اور تحصیل کے واسطے پریذیڈنٹ صاحب اور جنرل سیکرٹری خود بہت کام کرتے ہیں۔ اور نہایت باقاعدہ کام سر انجام دیتے ہیں۔ تاہم بھی فراہمی چندہ کے لئے خاص طور پر طالب پرنوسوتن صاحب سعی فرماتے ہیں۔

شرح چندہ کے لئے انجمن پاڈنگ کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ ہر ایک احمدی اپنے گھر میں جس قدر ماہوار خرچ کرتا ہے۔ اس ماہوار خرچ پر پانچ پیسہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ باقاعدہ ادا کرے۔ چنانچہ اس قاعدہ کے ماتحت ہر ایک احمدی چندہ ماہوار باقاعدہ ادا کر رہا ہے۔ اور ان اخراجات کے واسطے ہے۔ جو کہ معمولی اخراجات ماہواری ہوتے ہیں۔ تبلیغ اور ... کے لئے اس کے ماسوائے چندہ ہر ایک احمدی سے کیا جاتا ہے۔ تبلیغ اور دیگر خاص ضرور ... کے وقت اگر کسی قسم کی ... کمی رہ جاوے۔ تو اس کے پورا کرنے کے واسطے ہمیشہ جناب ابوبکر گگر بگنڈا مہاراجہ اور بگنڈا ذکریا صاحب اپنی جیب خاص سے عطا فرما کر پورا فرماتے ہیں۔

اس میں تو کلام ہی نہیں ہے۔ کہ جزیرہ سماٹرا کے تمام احمدی دوست نے اپنے چندہ ... شرح صدر سے باقاعدہ ادا فرماتے ہیں۔ جن کا بیت المال صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ... ان دوستوں کی قربانیوں اور احمدیت کی خدمات قبول فرما کر جزائے خیر عطا فرمادے۔ تاہم ... کرنے اور باقاعدہ ادا کرنے میں ذیل کے دوست خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:-

ابوبکر گگر بگنڈا مہاراجہ۔ ابوبکر بہڑوس۔ طالب پرنوسوتن بگنڈا محمد شریف۔ ادریس آجو سرسوتن بلنڈی۔ محمد یوسف۔ شمس الدین صاحب۔ گردرحمان۔ نورالدین۔ بگنڈا ذکریا۔ بیت ... ان احباب کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور ان دوستوں اور جماعت جزیرہ ہائے سماٹرا کے تمام دوستوں کے لئے حضرت اقدس کے حضور میں ... دعا کی درخواست پیش کرتا ہے۔

جماعت پاڈنگ سے چندہ عام بقیہ بیس فی صدی کی شرح سے نہایت باقاعدہ پہنچ رہا ہے۔ اس کے علاوہ چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک کے موقعہ پر جناب ابوبکر گگر بگنڈا مہاراجہ اور ادریس داتو مہاراجہ پاڈنگ۔ مولوی صاحب کے ساتھ دارالامان میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت اقدس کی تحریک سنتے ہی مبلغ پچاس پچاس کی رقوم جلسہ سالانہ کے چندہ میں عطا فرمائیں۔ اور لوکل انجمن قادیان کے مطالبہ پر ان کو بھی جلسہ سالانہ کے چندہ میں دس روپیہ عطا فرمائے۔ ان کے اس نمونہ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ دوست چندوں کے دینے میں اپنے دل میں شرح صدر رکھتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر دینا ان کے لئے ایک ادنیٰ ترین خدمت ہے۔ میں ان دوستوں کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے لئے مزید خصوصیت سے حضرت کے حضور میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ سب سے زیادہ شکریہ اور دعا کے مستحق مولوی رحمت علی صاحب ہیں۔ جنہوں نے جزیرہ سماٹرا کی جماعتوں کی تربیت عمدہ اور اچھی طرح سے کی ہے۔ اور پنجاب کی بہترین جماعتوں کے نمونہ پر ان کو چلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اور اپنے رضا کے مقام پر کھڑا کرے ... ...

... ...

... ...

... ...

... ... پاڈنگ کے متعلق یہ نوٹ ان کے ریکارڈ سے لکھا گیا ہے۔ اگر اس میں کسی قسم کی کمی ہو۔ تو جناب پریذیڈنٹ ابوبکر گگر بگنڈا مہاراجہ اور جناب جنرل سیکرٹری نورالدین محمود احمد صاحب سے درخواست ہے۔ کہ وہ ایک رپورٹ خود لکھا کر کے بھیج دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا خلاصہ شائع کرنے کی کوشش کی جاویگی ٭ والسلام ٭

تمت بالخیر

للہ الحمد

نیازمند

عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان دارالامان

نوٹ:- مذکورہ بالا نوٹ صرف جماعتوں کے متعلق شائع کئے گئے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ افراد کی رپورٹ بوجہ عدم گنجائش شائع نہیں ہو سکی۔ اگر کسی جماعت کا نام رہ گیا ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ چندہ عام۔ خاص۔ جلسہ سالانہ کے متعلق رپورٹ جلد تر بیت المال میں بھیج دے ٭

(بیت المال)

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مسافروں کو اپنے ساتھ بلا کرایہ اسباب لیجانیکے اوزان میں حسب ذیل تبدیلیاں کردی گئی ہیں:۔

فرسٹ کلاس کے لئے۔ ساٹھ سیر
سیکنڈ کلاس کے لئے چالیس سیر
انٹر کلاس کے لئے تیس سیر
تھرڈ کلاس کے لئے پچیس سیر

جے۔ ایچ چیز۔ چیف کمرشل۔ این ڈبلیو آر۔ ہیڈ کوارٹرز آفس
منیجر — لاہور ۱۱ر جنوری ۱۹۳۰ء

وصیت

نمبر ۲۴۹۸:۔ میں برکت علی ولد صوبہ قوم راجپوت ساکن مٹھیانہ ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی:۔ (۲) اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی زرعی قیمتی ۱۳۴۲ روپیہ مکان خام سکنی قیمتی مبلغ روپیہ۔ ایک حویلی قیمتی ۳۳ روپیہ۔ رہن زمین کی قیمت ۵۰ روپیہ
بقلم خود عبدالعزیز مولوی فاضل۔ العبد برکت علی موصی ساکن مٹھیانہ۔ گواہ شد فتح محمد بقلم خود ساکن مٹھیانہ۔ گواہ شد۔ بقلم خود جلال الدین ساکن مٹھیانہ

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کردیا ہوگا۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ اس لئے جبتک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائے تب تک ترقی ملتوی رہیگی۔ اس لئے آپکی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کوآپریشن کرکے قومی بنیاد کو مستحکم کرنے کیلئے قدم اٹھائیں اور اگر آپکی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو ضرور ذیل اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان دوستوں کے نام ارسال کریں۔ جو آپکے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ اور آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس۔ جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا۔ اور سامان جھنڈ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلیٰ ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگائیے

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

ریلوے کی پر منافع تجارت کیلئے چند ایسے سرمایہ داروں کے لئے نادر موقع ہے

جو بہت جلد پانصد یا ایکہزار یا تین ہزار یا زائد بندرہ فیصدی معین شرح منافع کی گارنٹی پر تین سال کے لئے لگا سکیں۔ منافع سہ ماہی ششماہی یا سالانہ حسب خواہش درخواست کنندہ ادا ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے انہیں حصول ٹھیکہ اور ملازمت میں بھی ترجیح دی جائیگی۔

درخواستیں بہت جلد مع دس فی صدی پیشگی کے آنی چاہئیں:۔

عراق ہوس منیجنگ ایجنٹس قرولی سٹیٹ ریلویز لمیٹڈ فورٹ بمبئی

سکنی اراضی برائے فروخت

سٹیشن یارڈ کے متصل چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے مکان کے قریب سکنی اراضیات برائے فروخت موجود ہیں۔ نرخ فی کنال ۲۵۰ روپے ہے۔ ۴ کنال یا ۴ کنال سے زیادہ کے خریدار سے ۲۰۰ روپیہ فی کنال لیا جائیگا آبادی کے لئے باقاعدہ نقشہ میں رستے وغیرہ بنا دیئے گئے ہیں:۔

ج:۔ معرفت دفتر مینجر الفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں!

گورکھ پور۔ ۲۴ جنوری۔ لار ضلع گورکھ پور کے نوٹیفائڈ ایریا کے چیئرمین کے انتخاب کے موقعہ پر ۲۰ جنوری کو شدید بلوہ ہوگیا ہندو ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ اور مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ تین مسلمانوں کے قتل اور بائیس کے مجروح ہونے کی اطلاع موصول ہوچکی ہے۔ ایک لاری توڑ دی گئی۔ دوسری کو آگ لگا دی گئی۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ پر پتھر برسائے گئے۔ افواہ ہے۔ کہ ایک مسلمان بچہ گاڑی میں جل گیا۔ حکام ضلع تفتیش میں مصروف ہیں۔

لاہور۔ ۲۴ جنوری۔ فقیر سید جلال الدین صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھاٹی دروازہ لاہور کے مکان سے تین نہایت ہی بیش قیمت قلمی کتب۔ صحیح بخاری۔ شاہنامہ باتصویر اور دیوان حافظ چوری ہوگئیں۔ اس واردات کی اطلاع کوتوالی میں کردی گئی۔ اور تلاش کے لئے انعام رکھا گیا ہے۔

لاہور۔ ۲۴ جنوری کی شام دفعتہ بیٹھے بیٹھے شیخ نیاز محمد صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل کی حرکت قلب بند ہوگئی۔ اور ایک منٹ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

بمبئی۔ ۲۳ جنوری۔ موتمر خواتین میں پہلی قرارداد مس ٹاٹا نے یہ پیش کی۔ کہ بچوں کی سرپرستی کا ماں کو ایسا ہی حق حاصل ہونا چاہئیے۔ جیسا کہ باپ کو۔ اور بیوہ کو سرپرستی اولاد کا حق مرجح طور سے ہونا چاہئیے۔ دوسری قرارداد میں عورتوں کے لئے مردوں کے مساوی درجہ کا مطالبہ کیا گیا یہ قراردادیں باتفاق آرا منظور کی گئیں۔

ناگپور۔ ۲۲ جنوری۔ مسٹر جی آر۔ پردھان نے سی۔ پی۔ کونسل میں سیاسی اسیران کی رہائی کی تحریک پیش کی جو تقسیم آرا پر ۲۳ آرا کی موافقت اور ۱۷ کی مخالفت سے پاس ہوئی۔

کلکتہ۔ ۲۱ جنوری۔ تقریباً نو سو ہندوستانی جو جنوبی افریقہ سے خارج کئے گئے ہیں۔ اتوار کی شام کو کلکتہ پہنچے۔

ملتان۔ ۳۰ جنوری۔ گذشتہ شب کسی نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کے مجسمہ کو سیاہ کردیا۔ پولیس تفتیش کررہی ہے۔

الہ آباد۔ ۲۴ جنوری۔ مقدمہ سازش میرٹھ کے سلسلہ میں عدالت العالیہ الہ آباد کے روبرو ایک درخواست پیش کی گئی۔ کہ جیوری کے ذریعہ سے مقدمہ کی سماعت کی جائے چیف جسٹس نے فیصلہ کے لئے ۲۷ جنوری کی تاریخ مقرر کی۔

لاہور۔ ۲۶ جنوری۔ یوم آزادی کے سلسلے میں کانگریسی والنٹیروں کا ایک جلوس نکالا گیا۔ جس کا مسلمانوں نے کامل مقاطعہ کیا۔ سکھوں کا بھی کوئی جتھہ ساتھ نہ تھا۔

لاہور۔ ۲۵ جنوری۔ گورنمنٹ گزٹ کی تازہ ترین اشاعت میں "پھانسی کے پجاری" نام کے اردو رسالہ کو ضبط شدہ قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں ایسا مواد موجود ہے۔ جو دفعہ ۱۲۴ الف کی زد میں آتا ہے۔

راولپنڈی۔ ۲۵ جنوری۔ بلدیہ راولپنڈی نے عام اجلاس میں ایک قرارداد میں حکومت سے استدعا کی ہے۔ کہ ضلع راولپنڈی میں تلوار کا لائسنس منسوخ کیا جائے۔

نئی دہلی۔ ۲۶ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قصر وائسرائے میں وائسرائے اور پریذیڈنٹ پٹیل کے درمیان دو گھنٹے تک بحث جاری رہی۔ اس کے متعلق کوئی بیان شائع ہونے کی توقع نہیں ہے۔

کلکتہ۔ ۲۵ جنوری۔ بم بنانے کی مٹی کے سانچے [illegible] متعلق ہجیاد کی اجزا شمالی علاقہ کلکتہ میں تلاشی کے وقت پولیس کے ہاتھ آگئے۔ اور ۱۲ نوجوان بنگالیوں

پونا۔ ۲۶ جنوری۔ پونا کے قریب سری گونا لکے سکول میں ایک بم پھٹا۔ جس سے سکول کے چھ طلبا زخمی ہوگئے۔ پولیس تحقیقات کررہی ہے۔

مدراس۔ ۲۴ جنوری۔ مدراس کونسل میں ایک قرارداد منظور ہوئی۔ جس میں حکومت سے سفارش کی گئی تھی۔ کہ یتامی مفلوک الحال۔ اپاہج۔ اور معذور لوگوں کی امداد کے وسائل سوچنے کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی کا جو عورت اور مرد ارکان پر مشتمل ہوگی تقرر عمل میں لایا جائے۔

سری نگر۔ ۲۴ جنوری۔ آج کل وادی کشمیر میں شدید سردی رونما ہے۔ یہاں تک کہ پانی طور میں تبدیل ہوگیا ہے۔ ویسی تیل کلی جم گیا ہے۔ درجہ حرارت ۱۷ ڈگری سے نیچے آگیا ہے۔

علی گڑھ۔ ۲۵ جنوری۔ اسمبلی کے مسلم ارکان کی ایک جماعت موٹر میں علی گڑھ آرہی تھی۔ کہ موٹر ایک درخت سے تصادم ہوگئی۔ جس سے قریباً سب کو ضربات آئیں۔

دہلی۔ ۲۴ جنوری۔ وائسرائے کی سپیشل ٹرین پر بم کیس کی تحقیقات بدستور بڑے زور و شور کے ساتھ جاری ہے معتبر ذرائع سے سنا گیا ہے۔ کہ اس حادثہ کا سراغ لگانے والے کو دس ہزار روپیہ انعام کا اعلان ہونے والا ہے۔

لاہور۔ ۲۷ جنوری۔ سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ سازش لاہور کی مزید سماعت ہوئی۔ ملزموں کی درخواست ضمانت پر بحث ہوئی۔ عدالت نے درخواست مسترد کردی۔

ڈھاکہ۔ ۲۷ جنوری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب طلبہ کا جلوس ایک مسجد کے قریب پہونچا۔ تو مسلمانوں نے اس کی مزاحمت کی۔ اس پر فساد ہوگیا۔ اور کئی ہندو ہسپتال پہونچائے گئے۔ مسلمانوں کا بیان ہے۔ کہ مسجد پر حملہ کیا گیا تھا۔ پولیس موقع پر پہونچ گئی ہے اور گیارہ ہندو نوجوانوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں!

لندن۔ ۲۵ جنوری۔ "ڈیلی ایکسپریس" نے لکھا ہے۔ کہ سائمن کمیشن میں اختلاف رائے پیدا ہوگیا ہے۔ چار ممبر چاہتے ہیں کہ ہندوستان کو تدریجاً درجہ مستعمرات کی حکومت عطا کردی جائے لیکن ۲ ممبروں کی رائے ہے۔ کہ بعض ہندوستانی مدبرین نے چونکہ موجودہ اصلاحات کی قدر نہیں کی۔ اس لئے عطا کردہ چیزیں واپس لے لی جائیں۔

حکومت نجد و حجاز نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ جدہ کے برطانوی قنصل خانہ کو سفارت خانہ کا درجہ دیدیا جائے۔ اور شیخ حافظ وہبہ کا تقرر نجد و حجاز کے سفیر متعینہ لندن کے طور پر منظور کیا جائے۔ حکومت برطانیہ نے اس مطالبہ کو منظور کرلیا ہے۔

لندن۔ ۲۴ جنوری۔ اخبار "مارننگ پوسٹ" نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ جب تک سازشیوں سے سختی نہ کی جائے گی۔ ہندوستان میں امن نہیں ہوسکتا۔ نیز حکومت ہند کی پالیسی پر اعتراض کیا ہے کہ کیوں گاندھی اور دیگر انتہا پسندوں کے متعلق نرمی کی جارہی ہے

یوروشلم۔ ۲۴ جنوری۔ بارہ عرب جن پر موضع مرتفظے کے ایک یہودی خاندان کے قتل کا الزام عائد تھا۔ آج بری کردیئے گئے

جینوا۔ ۲۴ جنوری۔ لیگ اقوام کے سکرٹری جنرل کو پیرے گوئے کے سفیر متعینہ پیرس کا یہ تار موصول ہوا ہے۔ کہ سرحد کے تازہ حادثہ کے سلسلہ میں جس میں بولاویا و پیرے گوئے کا ایک سپاہی قتل ہوا ہے۔ بولاویا دو ڈویژن فوج اور رضاکار بھرتی کرکے پیرگوئے پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

میکسیکو۔ ۲۴ جنوری۔ گورنمنٹ نے اپنے سفارتخانہ ماسکو کو واپسی کا حکم دیدیا ہے۔ اس سے اشتراکیوں کے اس مظاہرہ کے خلاف احتجاج مقصود ہے۔ جو انہوں نے واشنگٹن میں میکسیکو کے سفارت خانہ کے سامنے کیا تھا۔ اس کی ذمہ واری سویٹ حکومت پر عائد کی گئی ہے۔

افواہیں اُڑ رہی ہیں۔ کہ برطانوی حکومت اعلان بالفور کے سلسلہ میں ایک کمیٹی مقرر کریگی۔ اور اس کے بہت سے متعلقہ مسائل پر غور و فکر کریگی۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ کمیٹی اپنے ابتدائی جلسے لندن میں منعقد کریگی۔ فلسطینی عرب بھی اپنا ایک وفد لندن بھیجنے کا اعادہ کررہے ہیں۔ جو برطانوی رائے عامہ کے سامنے اپنی شکایات پیش کریگا

مسٹر ہینڈرسن اور نحاس پاشا کے درمیان معاہدہ جدید پر گفتگو کی توقع ہے۔ نحاس پاشا بہت جلد انگریزی اور مصری معاہدہ پر مسٹر ہینڈرسن سے گفتگو کرنے کے لئے لندن روانہ ہوجائینگے